نماز کے تشہد میں نبی کریم صلّی اللّٰہ علیہِ وسلّم
پر سلام بطورِ خطاب و نداء کے اسرار و رموز
اور شانِ محمّدی صلّی اللّٰہ علیہِ وسلّم سے متعلق
بے شمار فوائدِ نافعہ پر مشتمل مُدلّل اور
جامع و مانع کتاب

عقیدۃُ النجاۃ

فِی السّلام علی النّبیّ فِی الصّلوٰۃ



مولانا صاحبزادہ محمّد تاج الدّین چشتی، صابری، نعیمی

پبلشرز

...فیہ صابریہ عارفیہ

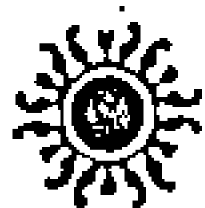
...ورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۸/۷، کراچی

e.mail: arfeen @ cyber.net.pk

نماز کے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بطورِ خطاب و نداء کے اسرار و رموز اور شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بے شمار فوائدِ نافعہ پر مشتمل مُدلل اور جامع ومانع کتاب

عقیدۃ النجاۃ

فی السلام علی النبی فی الصلوٰۃ

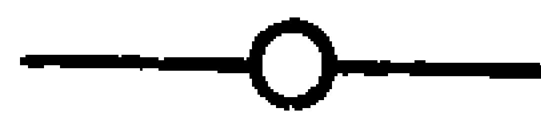


مولانا صاحبزادہ محمد تاج الدین چشتی، صابری نعیمی

پبلشرز
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ : ۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۷/۸، کراچی

نام کتاب ــــ عقیدۃ النجاۃ فی السّلام علی النّبی فی الصّلوٰۃ

مصنّفہ ــــ مولانا صاحبزادہ محمّد تاج الدّین نعیمی



تاریخ اشاعت

جمادی الاوّل ۱۴۲۰ھ ــــــــ اگست ۱۹۹۹ء

تعداد ــــــ بار اوّل ــــــ ۱۵۰۰

ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ ــــــــ جولائی ۲۰۰۰ء

تعداد ــــــ بار دوئم ــــــ ۲۰۰۰

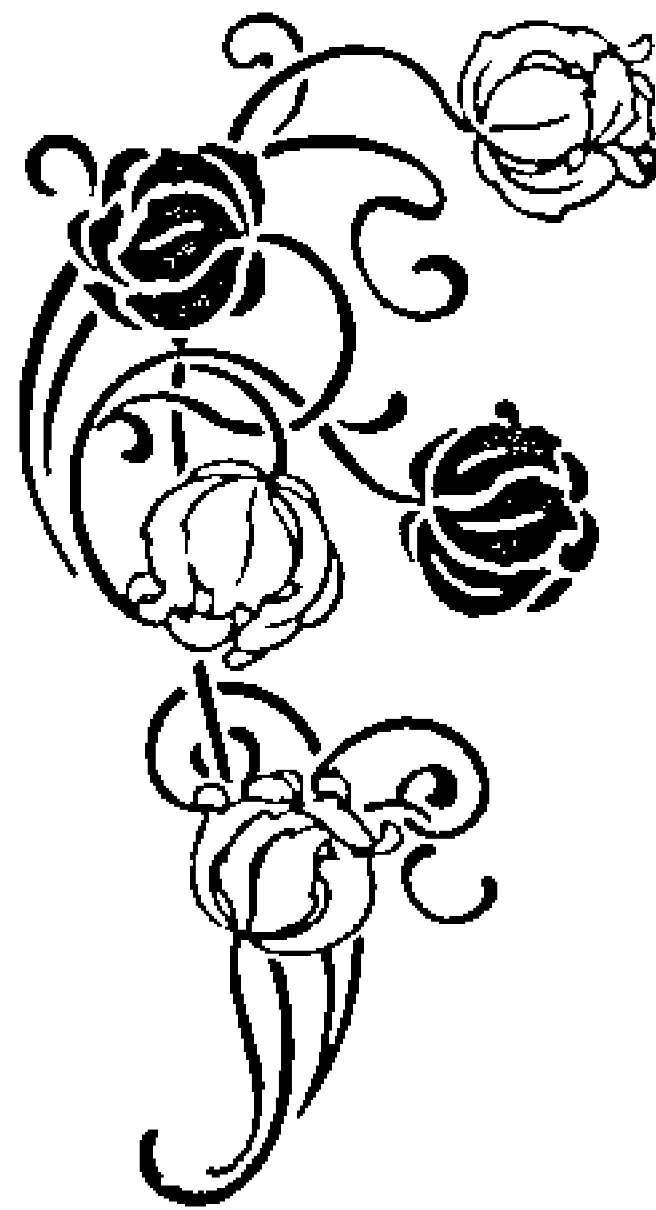
شوال ۱۴۲۷ھ ــــــــ اکتوبر ۲۰۰۶ء

تعداد ــــــ بار سوئم ــــــ ۲۰۰۰

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ



عربی سلام بہ بارگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ
یَا نَبِیَّ الْهُدٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ
خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْكَ
سَیِّدَ الْاَصْفِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْكَ
اَحْمَدُ لَیْسَ مِثْلُكَ اَحَدٌ
مَرْحَبًا مَرْحَبًا سَلَامٌ عَلَیْكَ
وَاجِبٌ حُبُّكَ عَلَی الْمَخْلُوْقِ
یَا حَبِیْبَ الْعُلٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ
اِنَّكَ مَقْصَدِیْ وَ مَلْجَاءِیْ
اِنَّكَ مُدَّعًا سَلَامٌ عَلَیْكَ
صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَی الْمُصْطَفٰی
اَفْضَلُ الْاَنْبِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْكَ
مَقْصَدِیْ یَا حَبِیْبِیْ لَیْسَ سِوَاكَ
اَنْتَ مَقْصُوْدُنَا سَلَامٌ عَلَیْكَ
مَطْلَبِیْ یَا حَبِیْبِیْ لَیْسَ سِوَاكَ
اَنْتَ مَطْلُوْبُنَا سَلَامٌ عَلَیْكَ
كُشِفَتْ مِنْكَ ظُلْمَةُ الظُّلَمِ
اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰی سَلَامٌ عَلَیْكَ

مکتبۂ چشتیہ سُلیمانیہ

مکتبۂ چشتیہ سُلیمانیہ واقع دارالعلوم فیضانِ چشتیہ نعیمیہ سیکٹر ۱۲
بلاک ایف بلدیہ ٹاؤن کراچی اپنے دور کے ابتدائی مرحلوں سے گزر رہا ہے
اس کا مطلب عُلمائے اہلسُنّت وجماعت کی تصانیف کو عام و شائع
کرنا اور منظرِ عام پر لانا ہے: تقریباً ڈیڑھ سال کے قلیل عرصے میں تیسری
اشاعت بنام "عقیدۃ النجاۃ" ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے
اس سے پہلے سفر میں سنتوں کا حکم اشتہار اور تبلیغی جماعت
کا مفہوم کلمۂ طیبہ شریعت کے آئینے میں رسالہ شائع کر چکا ہے
جن کی عوام وخواص میں بے حد مقبولیت ہوئی۔ اتنی قلیل مدت میں
اتنا وسیع کام محض فضلِ الٰہی عزّوجلّ اور صدقۂ مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلّم اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

مخیّر حضرات سے گذارش ہے کہ مکتبہ سے کتابیں فروخت
فرماکر اور کتابوں کی چھپائی میں مالی تعاون فرماکر صدقۂ جاریہ کا ثواب
حاصل فرمائیں۔

(پتہ)

"مکتبۂ چشتیہ سلیمانیہ"
واقع دارالعلوم فیضانِ چشتیہ نعیمیہ سیکٹر ۱۲ بلاک
ایف بلدیہ ٹاؤن کراچی

انتساب

بحضور قطب ربّانی غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی سیّدنا وسندنا و مرشدنا و مولانا خواجہ سید محمّد حافظ بابا الحسنی والحسینی ترمذی چشتی صابری تاجی المعروف بہ حضرت دکن باباجی قدس سرہٗ۔

بتوسط

آفتابِ شریعت ماہتابِ طریقت صاحبِ اسرارِ حقیقت تاجدارِ ولایت حضرت سیّد محمّد سلیمان باباجی الحسنی الحسینی ترمذی چشتی صابری دامت برکاتہم العالیہ (فرزندِ ارجمند و جانشینِ حضرت دکن باباجی) دربار شریف حضرت دکن باباجی کور والی مسجد صدر بازار چھاؤنی ۲ سیالکوٹ

ع : گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ع : شاہان راچہ عجب گر بنوازند گدارا

خادمِ اولیاء صاحبزادہ محمّد تاج الدین چشتی صابری سلیمانی رحمانی غفرلہٗ ذنوبہٗ وسترلہٗ عیوبہٗ :

تقریظاتِ علماءِ اہلسنّت ومشائخ طریقت

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی
محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم
وشیخ الحدیث دارالعلوم انوار المجددیۃ النعیمیہ
محلہ غریب آباد ملیر توسیعی کالونی کراچی

باسمہٖ تعالیٰ:
فاضل جلیل مولانا محمد تاج الدین نعیمی چشتی صابری زید علمہ نے یہ کتاب بڑی تحقیق اور جانفشانی سے مرتب کی ہے قرآن وحدیث واقوالِ علماء حقانیین ربانیین کے حوالوں سے کتاب کو مزین فرمایا ہے۔ یہ کتاب متلاشیانِ حق کے لئے رحمت ہے جس کا ہر حرف داعی الی الحق ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور اس کتاب کو آفتاب مہتاب کی طرح ضوفشاں فرمائے اور اس کی ضوفشانیوں میں اہلِ اسلام اہلِ ایمان دواں رواں فرمائے اور بھٹکے ہوؤں کیلئے صراط مستقیم بنائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

العبد الضعیف محمد احمد نعیمی
عفی اللہ تعالیٰ عنہٗ
۲۷۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء (بمطابق) ۱۴ر جمادی الاخریٰ
ہجری ۱۴۱۷ھ

علامہ ابنِ علامہ مفتی ابنِ مفتی حضرت شیخ الحدیث
مولانا مفتی محمد جان نعیمی مہتمم و شیخ الحدیث
دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی ۳۷

حضرت مولانا تاج الدین نعیمی زید مجدہٗ نے کتاب عقیدۃ النجاۃ فی السلام علی النبی فی الصلوٰۃ تالیف فرمائی بعض مقامات سے مطالعہ کیا۔ موصوف نے نہایت قیمتی مواد۔ بڑی محنت اور مشقت کے ساتھ مستند حوالہ جات اور مندرجات کو نقل کر کے مسئلہ کو واضح کر دیا ہے۔

مذکور کتاب غافلین کے لئے تنبیہ اور عاملین کے لئے راہ نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ اس تالیف کو شرف قبولیت بخشے اور سرمایہ دارین بنائے آمین۔

فقط

احقر محمد جان نعیمی غفرلہٗ۔
۱۰ر نومبر ۱۹۹۶ء کراچی۔

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت سیّد محمد شیرین القادری نقشبندی چشتی صابری سہروردی قلندری جامع مسجد ناجیہ مہاجر کیمپ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

اما بعد۔:

فقیر خادمِ اسلام نے کتاب عقیدۃ النجاۃ مطالعہ کیا الحمدللہ سعادتمندوں کیلئے بہت مفید اور مشعلِ صراطِ مستقیم ہے۔ سید العلمین حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلّم کی معرفت عشق ومحبت کیلئے خزانۂ معرفت ہے جو سببِ قربِ الٰہی جل جلالہٗ ہے سوائے ازلی شقی بدبخت کے اور کوئی اس سے نہ اعراض کریگا اور نہ اعتراض کریگا۔ حضرت علامہ جناب مولانا صاحبزادہ محمّد تاج الدّین صاحب چشتی صابری نعیمی نے جو کوشش کی ہے یہ خدمت اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ اہلِ اسلام کیلئے سببِ ہدایت ومعرفت بنائے اور مولانا صاحب کو اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ اجرِ عظیم عطا فرمائے ان کی یہ سعی وکوشش وخدمتِ دینِ اسلام کو قبول ومنظور فرمائے۔ اوران کی زندگی میں برکت ڈالے۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن ثُمَّ آمِیْن ثُمَّ آمِیْن:

حرّرہٗ

بندہ فقیر پیرِ طریقت سیّد محمّد شیرین

القادری نقشبندی چشتی صابری سہروردی قلندری عفااللہ عنہٗ

حرفِ آغاز

بسمِ اللہِ الرحمٰنِ الرحیمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اما بعد:

حضور پرنور شفیع یوم النشور حبیب کبریا امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں ہر نمازی تشہد میں بطورِ نداء و خطاب سلام عرض کرتا ہے یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے

"سلام ہو آپ پر اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔"

نماز میں تشہد پڑھنا واجب ہے لہٰذا اس ہئیت کے ساتھ سلام بہ بارگاہِ خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام پڑھنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ فقیر نے اپنے

کم علم کے مطابق اس مبارک سلام کے کچھ فوائد و مقاصد ہدیہ ناظرین کر دئے ہیں امید ہے کہ خواص وعوام اس رسالۂ نافعہ کا مطالعہ کر کے مستفید ہونگے۔ بندہ ناچیز نے اس اہم بحث کو حقائق و دقائق کی روشنی میں نہایت آسان طریقہ سے ناظرین وقارئین کے دل و دماغ میں اُتارنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کا حساس اور علم دوست طبقہ اور انصاف پسند اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے گردیدہ حضرات پسند فرمائیں گے اور بارگاہ ربّ العزت سے امید کامل ہے کہ جو بھی تعصّب اور حسد کی عینک اُتار کر محبت والفت وعقیدت کی نگاہ سے دیکھ کر پڑھیں گے تو سرکارِ ابد قرار حبیب پروردگار احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان وعظمت ان پر واضح ہوگی اور حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیّۃ کی راہیں ان پر روشن ہونگی اور ذاتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلّم میں بے شمار عقائد و مسائل اختلافیہ میں راہِ صواب کی ہدایت نصیب ہوگی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ میری اس حقیر سی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور قارئین کے لئے مفید و نافع بنائے۔ آمین ثمّ آمین

بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

خادم اہلسنت صاحبزادہ محمد تاج الدین چشتی صابری نعیمی عفی عنہ

تشہد میں علمائے اُمت کا عقیدہ ہے کہ نمازی اس کے معانی مرادی کا ارادہ کرے

حضور اکرم نورِ مجسم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں نماز کے اندر سلام عرض کرنے میں علمائے متقدمین و متاخرین بزرگان دین کا عقیدہ یہ ہے کہ نمازی تشہد پڑھتے وقت اس کے معانیٔ موضوعہ کا ارادہ رکھے یعنی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ ترجمہ: تمام قولی عبادتیں تمام فعلی عبادتیں تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ پڑھتے وقت اپنی طرف سے بطور انشاء یہ نیت کرے کہ وہ بارگاہ رب العزت جل مجدہٗ میں عبادت کے تحفے پیش کر رہا ہے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ: ترجمہ سلام ہو آپ پر اے نبی (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ پڑھتے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ کریمہ کا دل میں تصوّر کر کے آپ کو حاضر و ناظر جان کر سلام عرض کرے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ترجمہ: سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر ۔ پڑھتے وقت اپنی جان اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام کی نیت کرے۔ یعنی ان الفاظ کے مرادی معانی کا ارادہ کر کے پڑھے اگر کوئی اس تصور و ارادہ کے بغیر غفلت میں نماز پڑھتا ہے نماز تو ہو ہی جائیگی

اور ثواب بھی ضرور ملیگا لیکن نماز کی حقیقت اور لذّتِ روحانیت سے محروم رہیگا۔

بعض لوگ اس عقیدۂ تصوّر و ارادہ کو طرح طرح کے حیلے بہانے بنا کر ناجائز بلکہ کفر و شرک کہتے ہیں تو اس عقیدۂ ناجیہ پر دلائل و براہین پیش کر نیسے قبل ان کی مخالفت کی وجہ عرض کر دیتا ہوں۔

بعونِ اللّٰہ تعالیٰ،

مخالفت کی وجہ

چونکہ ہیئت کذائیہ کے ساتھ سلام عرض کرنے اور اس کے معانی و مقاصد کا لحاظ رکھنے سے شانِ محمدی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سے متعلق بہت سے عقائد اہلسنت کا اظہار و اثبات ہوتا ہے (جن میں سے چند انشاء اللّٰہ مندرجہ ذیل سطور میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے) اور اسی میں مخالفین کے بہت سے عقائد کا ابطال لازم آتا ہے جس سے ان کو کافی تکلیف و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا جب اُن سے اس طرح نداء و خطاب کے ساتھ سلام بہ بارگاہِ خیر الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ تم تو اس طرح سلام اور نداء و خطاب کو شرک کہتے ہو (۱) تو نماز میں کیوں پڑھتے ہو اور نماز میں اس شرک سے کس طرح بچتے ہو تو وہ اس عظیم مقصد

۱؎ حاشیہ ص ۶ پر لکھا ہے۔

اور شانِ محمدی و عظمتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلّم کو چھپانے کی خاطر کئی شکوک و شبہات عوام النّاس کے دل و دماغ میں اتارنے کی کوشش کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت و بنیاد نہیں ہوتی ان کا مشہور و معروف شبہ مندرجہ ذیل ہے۔

مخالفین کا مشہور شبہ

" وہ کہتے ہیں کہ تشہد میں حکایتِ معراج ہے یعنی معراج شریف کی رات اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے مابین اس طرح کلام ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰۃُ وَالطَّیِّبَاتُ کا تحفہ پیش کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی جزا میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ : ارشاد فرمایا۔ بس اسی کلام کو باقی رکھنے کی خاطر نماز میں پڑھنے کا حکم ہوا باقی خطاب و نداء اور معانی موضوعہ کو ملحوظ رکھنا مقصود نہیں " ۔ ہم صرف اس واقعہ کی نقل کرتے ہیں۔ انتھی۔

---

(۱) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو حرفِ نداء اور ضمیر خطاب کے ساتھ پکارنا یا سلام عرض کرنا جیسے یارسول اللہ یانبی اللہ یاحبیب اللہ یا اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یارسول اللہ وغیرہ جو دیوبندیوں، وھابیوں کے عقیدے میں کفر و شرک ہے۔

اَلْجَوَابُ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَاب

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ آپ نے پہلے ملاحظہ فرمالیا کہ یہاں صرف حکایتِ معراج مقصود نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کلام کا اپنی طرف سے معانی مراد لینا مقصود ہے چنانچہ اس پر بے شمار عقلی ونقلی دلائل پیش کی جاسکتی ہیں لیکن یہاں میں چند بطور اختصار پیش کر کے ان پر توثیق وتائید کیلئے محدثین بزرگانِ دین فقہاء وعلمائے اُمت کے اقوال لکھدیتا ہوں جن سے انشاء اللہ اس شبہ باطلہ کا مکمل ازالہ ہوگا اور مخالفین کے تمام ترشبہات و اعتراضات رفع دفع ہونگے اور اس سلام کے اسرار ورموز، فوائد ومقاصد خود بخود واضح ہونگے اس سلام سے صرف حکایتِ معراج مقصود ہونا بدلائلِ ذیل باطل ہے۔

(دلیل اوّل)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام یا تابعین کسی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے تشہد کی تعلیم دیتے وقت فرمایا ہو کہ التحیات کے الفاظ بطورِ حکایت کے پڑھے جائیں بطور انشاء معانی کا ارادہ نہ کیا جائے توان کا یہ تعلیم نہ دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ مجرّد حکایت مُراد نہیں یعنی معانی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(دلیل دوم)

محدثینِ کرام فقہائے عظّام لکھتے ہیں کہ اگر یہ سوال قائم ہو کہ نماز میں بشر کو خِطاب جائز نہیں ، اگر کسی بشر کو نماز میں خطاب کیا ، بشر کے ساتھ سلام کیا تو نماز فاسد ہوجائیگی تو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ پڑھنا کیسے جائز ہوا ؟ یہ مفسدِ نماز کیوں نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات میں سے ہے (جن کے حوالے آگے آرہے ہیں)

تو دیکھئے کہ اگر مجرّد حکایت مقصود ہوتی تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ محض بطریقِ حکایت تو یا آدم ! یا نوح ! یا ابراہیم! یا موسیٰ ! وغیرہ قرآنِ مجید میں بے شمار مقامات پر وارد ہیں جو کہ نماز میں قرأت کے اثناء میں پڑھے جاتے ہیں ، وہ مفسدِ نماز نہیں۔

تو اگر اس سلام میں بھی مجرّد حکایت کا قول صحیح ہے تو اس پر فسادِ نماز کا سوال کیوں ہوتا ہے اور علماء اس کو خاصۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیوں قرار دیتے ہیں کیونکہ بطورِ حکایت تو قرأتِ نماز میں اور بھی کافی نداء و خطاب کے الفاظ آتے ہیں تو محض حکایت کی نیت کرکے خطاب کرنے میں خصوصیت نہیں قرار پاتی نیز اس سے نماز بھی فاسد نہیں ہوتی جب تک الفاظ کے معانی کا لحاظ مقصود نہ ہو ......

تو اس سلام اور نداء و خطاب کو خصوصیتِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم قرار دینا اس بات کی واضح و روشن دلیل ہے کہ سلامِ

تشہد میں خطاب اور انشآء کا ہونا ضروری ہے صرف حکایت کا قول قطعاً باطل و مردود ہے

(دلیل سوم)

تشہد سکھاتے وقت خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ارشاد فرمائے جو کہ کتبِ احادیث میں مرقوم ہیں ، یہاں بخاری شریف کے الفاظ قلمبند کئے جاتے ہیں

فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ: (بخاری جلد I ص ۱۱۵)

ترجمہ : "یعنی جب تم السّلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہتے ہو تو وہ آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جاتے ہیں "

اور یہی مضمون مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۷۳ ؛ ابو داؤد جلد اوّل صفحہ ۱۴۶ ؛ مشکوٰۃ صفحہ ۸۵ میں مرقوم ہے۔

ناظرین کرام ! اندازہ فرمائیں کہ اگر صرف حکایت معراج مقصود ہوتی تو زمین و آسمان کے صالحین بندوں کو سلام کیسے پہنچتا۔ سلام پہنچنا تو اس صورت میں متصوّر ہے جبکہ اپنی طرف سے انشآء سلام کی نیت ہو، سلام پیش کرنا مقصود ہو سرکار کے اس فرمانِ عالیشان نے مخالفین کا خیالِ خام بالکل باطل کردیا۔

"مذکورہ دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نمازی السّلام علیك ایھا النّبی عرض کرتے وقت نبی کریم

89690

رءوف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم کو سلام کہنے کا قصد کرے صرف معراج شریف کی نقل و حکایت نہیں۔"

مذکورہ دلائل کے بعد اب میں اس بارے میں حق بات عرض کرتا ہوں اور اس پر محدثین بزرگانِ دین اور فقہاء کرام کے اقوال سپردِ قلم کرتا ہوں۔

(اس بارے میں حق فیصلہ)

اس بارے میں حق بات وہ ہے جو غزالیٔ زمان رازیٔ دوراں حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمائی ہے کہ جن عبارات میں سلامِ تشہد کا علیٰ سبیل الحکایت ہونا وارد ہے وہاں مجرد حکایت مراد نہیں بلکہ حکایت علیٰ طریق الانشاء مراد ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کے ساتھ مخاطب فرمایا تھا لہٰذا نمازی کو بھی چاہیئے کہ حرمِ حبیب میں حبیب کو حاضر پاکر واقعۂ معراج کے مطابق بہ نیتِ انشاء سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کے ساتھ مخاطب کرے نہ یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ کے سلام کی نقل و حکایت ہو اور نمازی خود اپنی جانب سے انشاء سلام کی نیت نہ کرے۔ معاذ اللہ:۔ ایسا کہنا تمام محدثین و فقہاء بلکہ ساری اُمتِ مسلمہ کے خلاف چل کر سبیل مؤمنین سے اعراض کرنا اور جہنم کی طرف جانا ہے۔

(ماخوذ از تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر مقالاتِ کاظمی حصہ سوم صفحہ ۱۶۲)

اب مذکورہ بیان کی تصدیق وتائید کیلئے فقہائے کرام محدثین بزرگانِ دین کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

تشہد کے معانیٔ موضوعہ مراد لینا اور صرف حکایتِ معراج کی نیت نہ کرنا

فُقہائے کرام کے اقوال میں اس بات کی بڑی وضاحت ملتی ہے کہ تشہّد پڑھتے وقت صرف واقعۂ معراج کی نقل وحکایت کی نیّت کرکے پڑھنا صحیح نہیں بلکہ نمازی تشہّد کے الفاظ کے مقرّرہ معانی کا ارادہ ولحاظ کرکے پڑھے یعنی اَلتَّحِیَّاۃ للہِ والصَّلوٰۃ والطیّبات میں تمامتر عبادتیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرنے کا قصد کرے اور السّلامُ علیك ایھا النّبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں جو الفاظ ہیں ان ہی کے مقرّرہ معانی کا لحاظ کرکے آپ کو مخاطِب وموجود سمجھکر سلام عرض کرے .... اِلیٰ آخرہٖ:
(اس پر اقوالِ فُقہائے کرام)

(قول اوّل)

شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ التمرتاشی العزی الحنفی فرماتے ہیں۔

وَیَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَھُّدِ الْاِنْشَآءَ لَا الْاِخْبَارَ۔
(تنویر الابصار باب صفۃ الصّلوٰۃ)

ترجمہ: "یعنی نمازی تشہد پڑھتے وقت انشآء کا قصد کرے اخبار کا نہیں"

قول دوم

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی اسی قول کے تحت لکھتے ہیں

وَیَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیَهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی وَجْہِ الْاِنْشَاءِ کَاَنَّهٗ یُحَیِّی اللّٰهَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَعَلٰی نَفْسِهٖ وَاَوْلِیَاءِهٖ لَا الْاِخْبَارَ عَنْ ذَالِکَ۔ (دُرِّ مختار شرح تنویر الابصار جلد اول باب صفۃ الصلوٰۃ)

ترجمہ: نمازی الفاظِ تشہد سے ان معانی کا قصد کرے جو اس کی مراد ہیں اور یہ قصد علیٰ وجہِ الانشاء ہو گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کے تحفے پیش کر رہا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اور اپنی ذات اور اولیاء کرام پر سلام پیش کر رہا ہے، اخبار و حکایت کی نیت ہرگز نہ کرے۔"

قول سوم

اور اسی قول کے تحت علامہ محمد امین بن عمر الشہیر بابنِ عابدین الشامی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں

قَوْلُهٗ لَا الْاِخْبَارَ عَنْ ذَالِکَ اَیْ لَا یَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَةَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ وَمِنَ الْمَلٰئِکَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ: (ردّ المحتار علی الدر المختار جلد اول صفحہ ۳۷۷)

ترجمہ: "مصنف کے قول لاالاخبار عن ذالک سے مراد یہ ہے کہ نمازی تشہد میں اس واقعہ کی نقل و حکایت کا قصد نہ کرے جو معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں سے واقع ہوا تھا۔"

(صاحبِ تنویر و صاحبِ درّ مختار و صاحبِ ردّ المحتار)

اِن حضرات نے اس بارے میں اپنا فتویٰ جاری فرما کر مجرّد حکایت اور اخبار کے قول کی تردید فرمادی اور انشآءِ سلام کے قصد کو متعیّن فرمادیا۔

قولِ چہارم

خاتمۃ المحققین علامہ الفاضل السیّد عبد الغنی الشہیر الغنیمی المیدانی تلمیذِ صاحبِ درّ مختار فرماتے ہیں ؎

وَیَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیْهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِ الْاِنْشَآءِ کَاَنَّهٗ یُحَیِّیْ اللّٰهَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَعَلٰی نَفْسِهٖ وَاَوْلِیَآئِهٖ : (اللباب للمیدانی صٰ) بہامش الجوہرۃ النیّرۃ :

ترجمہ : نمازی الفاظ تشہّد سے ان معانی کا قصد کرے جو اس کی مراد ہیں اور یہ قصد انشآء کی وجہ پر ہو گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کے تحفے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اور اپنی جان اور اولیآءِ کرام پر سلام عرض کر رہا ہے۔

قولِ پنجم

مسلمانانِ ہند کے مستند فقہاء اور مفتیانِ کرام کی محنت کا نچوڑ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

وَلَابُدَّ مِنْ اَنْ یَّقْصِدَ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیْهَا الَّتِیْ وُضِعَتْ لَهَا مِنْ عِنْدِهٖ کَاَنَّهٗ یُحَیِّیْ اللّٰهَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى : (فتاوىٰ عالمگیریہ : جلد اول ص ۷۲)

ترجمہ :" نمازی کیلئے تشہد کے الفاظ کے معانیٔ موضوعہ کا اپنی طرف سے بطورِ انشآء مراد لینا اور ان کا قصد کرنا ضروری ہے گویاکہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحفے پیش کر رہا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات اور اولیاء کرام پر سلام عرض کر رہا ہے ۔"

قول ششم

شیخ الاسلام حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفی فرماتے ہیں :

فَيَقْصِدُ الْمُصَلِّيْ اِنْشَآءَ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ مُرَادَةً لَهٗ قَاصِدًا مَعْنَاهَا الْمَوْضُوْعَةَ لَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ كَاَنَّهٗ يُحَيِّي اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى خِلَافَ مَا قَالَهٗ بَعْضُهُمْ اَنَّهٗ حِكَايَةُ سَلَامِ اللّٰهِ لَا اِبْتِدَاءُ سَلَامٍ مِّنَ الْمُصَلِّيْ : (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح باب کیفیۃ ترکیب افعال الصلوٰۃ ص ۶۰)

ترجمہ :" نمازی ان الفاظ کا ارادہ رکھتے ہوئے انشآء کا قصد کرے اپنی طرف سے معانیٔ موضوعہ کا قصد کرتے ہوئے ، گویا وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو تحفے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات اور اولیآء اللہ تعالیٰ کو سلام پیش کر رہا ہے خلاف اس کے جو بعض لوگوں نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت ہے ، نمازی کی طرف سے ابتداءِ سلام نہیں ! "

علامہ شرنبلالی نے یہی مضمون غنیۃ ذوی الاحکام فی بغیۃ درر الاحکام صفحہ ۷۶ جلد ۱ حاشیہ کتاب الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام میں بیان کیا ہے۔

قولِ ہفتم

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَاِنَّمَا ذَکَرْنَا بَعْضَ مَعَانِی التَّشَهُّدِ لِمَا اَنَّ الْمُصَلِّیْ یَقْصِدُ بِهٰذِهِ الْاَلْفَاظِ مَعَانِیَهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِ الْاِنْشَاءِ کَمَا صَرَّحَ بِهِ الْمُجْتَبٰی بِقَوْلِهٖ وَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ یَّقْصِدَ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعْنَاهَا الَّتِیْ وُضِعَتْ لَهَا مِنْ عِنْدِهٖ کَاَنَّهٗ یُحَیِّی اللّٰهَ وَیُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : (البحر الرائق ج ۱ ص ۳۴۳)

ترجمہ: "ہم نے الفاظِ تشہد کے بعض معانی محض اس لئے ذکر کئے ہیں کہ جب نمازی یہ الفاظ پڑھے تو ان معانی کا قصد کرے انشاء کی وجہ پر جو اس کی مراد ہیں جیسا کہ مجتبیٰ نے بھی اسی کی تصریح کی ہے اور ضروری ہے کہ الفاظِ تشہد سے معانیٔ موضوعہ کا قصد کرے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کا تحفہ پیش کر رہا ہے۔" انتہیٰ

قولِ ہشتم

حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں:

وَذُکِرَ فِی الْمُجْتَبٰی وَالدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَالْاِمْدَادِ وَغَیْرِهٖ

اَنَّهٗ یَنْبَغِیْ لِلْمُتَشَهِّدِ مَعَانِیْهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِ الْاِنْشَآءِ لَا الْاِخْبَارُ عَنْ ذَالِكَ وَ لَاحِکَایَۃً مَا وَقَعَ فِیْ لَیْلَةِ الْمِعْرَاجِ : (السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ جلد دوم ص ۲۲۲)

تَرْجَمَہ : "مجتبٰی در مختار اور امداد وغیرہا کتب میں ہے کہ تشہّد پڑھنے والے کو چاہیئے کہ وہ الفاظِ تشہد کے ان معانی کا قصد کرے جو ان کی مراد ہیں اِنشآء کی وجہ پر اخبار اور اس حکایت کا ارادہ نہ کرے جو معراج کی رات واقع ہوئی تھی۔"

قولِ ہشتم

موصوف مذکور کے بھائی حضرت علامہ عبد الحمید لکھنوی فرماتے ہیں :

وَیَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیْهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِ الْاِنْشَآءِ کَاَنَّهٗ یُحَیِّی اللّٰہَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَ اَوْلِیَاءِہٖ لَا الْاِخْبَارُ عَنْ ذَالِكَ ذَکَرَہٗ فِی الْمُجْتَبٰی : (الحل الضروری لمختصر القدوری باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۲۱ ۔ حاشیہ ۳)

تَرْجَمَہ :۔ "نمازی الفاظ تشہد کے ساتھ انشآء کی وجہ پر ان کی معانی مراد لہٗ کا قصد کرے

گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اور اپنی ذات اور اولیآء کرام پر سلام عرض کر رہا ہے اس سے اخبار کی نیت نہ کرے ۔ اس کو ذکر کیا مجتبٰی میں۔"

فقہائے کرام کی عبارات کا خلاصہ

ان تمام عباراتِ فقہاءِ کرام سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ تشہد میں صرف حکایت و اخبارِ معراج کا قصد کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنی طرف سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جو اس سے مراد ہیں جب یہ امر اظہر من الشمس ہوا تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ میں اِنشاءِ سلام اور خطاب کی نیت ضروری ہے صرف اللہ تعالیٰ کے سلام کی نقل و حکایت نہیں۔

مخالفین سے سوال ہے کہ جس عقیدے میں تمہارے خیالات و نظریات کی تردید ہو اس کو اپنی طرف سے تاویل دے کر بدل دو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

اب بھی اگر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوئی ہیں تو فقہاء کی عبارتوں کے آخر میں اپنے ایک پیشوا کی عبارت بھی ملاحظہ کیجئے کہ ۔ ع " مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تری!"

قول دہم
(مخالفین کے پیشوا کا اعترافِ حقیقت)

مخالفین کے مشہور و معروف عالم مولوی اعزاز علی صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:۔

فَيَقْصِدُ الْمُصَلِّيْ اِنْشَآءَ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ مُرَادَةً لَهٗ

قَاصِدً امَعْنَاهَا الْمَوْضُوْعَةَ لَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ كَاَنَّهٗ يُحَيِّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى وَ يُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى نَفْسِهٖ وَعَلٰى اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى خِلَافً فَاِنَّمَا قَالَهٗ بَعْضُهُمْ اَنَّهٗ حِكَايَةُ سَلَامِ اللّٰهِ لَا ابْتِدَاءَ سَلَامٍ مِّنَ الْمُصَلِّيْ :- (الاصباح حاشیہ نور الایضاح ص ۷۵)

ترجمہ :- "نمازی ان الفاظ کے انشاء کا قصد کرے اور اپنی طرف سے ان کے معانیٔ موضوعہ کا قصد کرے جو ان کی مراد ہیں ـــ گویا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو تحفے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات اور اولیاء اللہ تعالیٰ کو سلام پیش کر رہا ہے خلاف اس قول کے جو بعض لوگوں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت ہے نمازی کی طرف سے سلام کی ابتداء نہیں" تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ط

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ میں نمازی کا تصوّر

فقہائے اُمّت اور خود مخالفین کے پیشواء کے اقوال سے ہمارا دعویٰ بخوبی ثابت ہوا اور مخالفین کا شبہ مردود و باطل ٹھہرا، جب یہ بات ثابت ہوئی کہ نمازی تشہد پڑھتے وقت اس کے مقررہ معانی ومطالب کا اپنی طرف سے قصد رکھے اور جس طرح زبان سے پڑھتا ہے اسی طرح دل میں ان کے معانی کا لحاظ وتصور کرے تو ثابت ہوا کہ نمازی جب تشہد میں اَلسَّلَامُ

عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ پڑھے تو اس کے معانی کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ تصور کرے کہ میں سرکارِ ابد قرار، حبیبِ پروردگار احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سلام عرض کر رہا ہوں کیونکہ معانی کا قصد و لحاظ اسی صورت میں متصور ہے اور کیونکر یہ نیت نہ کرے کہ بندہ نماز میں جس بارگاہ صمدیت میں حاضر ہو جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے اس میں جلوہ گر ہوتے ہیں کیونکہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الوہیت میں ہمہ وقت تشریف فرما ہوتے ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں حرمِ الٰہی کے حضور سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے۔

اس پر بے شمار علماء و فقہاء بزرگانِ دین محدثین اور خود اکابرِ مخالفین کے اقوال شاہد ہیں۔ کہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم حرمِ حبیب جل جلالہٗ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے۔

حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں تاکہ مخالفین کے تمام شبہاتِ واہیہ کا ازالہ ہو سکے اور اہلِ ایمان پر اس سلام کی حقیقت اسرار و رموز اور فوائد و مقاصد آشکارا ہو جائیں۔

(قولِ اوّل)

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حرمِ حبیب جل جلالہٗ میں جلوہ گر ہوتے ہیں

قطبِ ربانی غوث صمدانی حضرت امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہٗ اپنی مشہور تصنیف "المیزان الکبریٰ" میں تشہد کے بیان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

سَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیُّ الْخَوَّاصِ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ یَقُوْلُ

إِنَّمَا أَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّيَ بِالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ أَنْ يَّتَنَبَّهَ الْغَافِلِيْنَ فِيْ جُلُوْسِهِمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى شُهُوْدِ نَبِيِّهِمْ فِيْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ فَإِنَّهٗ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللّٰهِ أَبَدًا فَيُخَاطِبُوْنَهٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً:

(المیزان الکبریٰ) (ص ۱۴۵)

ترجمہ: " میں نے سیّدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے ہیں کہ شارع نے تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربارِ خداوندی سے کبھی بھی جُدا نہیں ہوتے۔

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

"قابلِ غور جملے"

اس ایمان افروز عبارت کو نقل کرنے کے بعد حضرت علاّمہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں

اس عبارت میں شُہُوْدِ نَبِیِّهِمْ فِیْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا بارگاہِ ایزدی میں حاضر و جلوہ گر ہونا" اور فَإِنَّهٗ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللّٰهِ أَبَدًا۔ "نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی سے کسی وقت جُدا نہیں ہوتے" اور فَيُخَاطِبُوْنَهٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً ۔" نمازی بالمشافہ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں"

یہ خاص طور پر قابلِ غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں۔

ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کورِ باطن کا یہ کہنا کہ اَلسَّلَامُ علیک ایہا النّبیّ (معاذ اللہ) بعید غائب کو خطاب ہے۔ حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے خود حضور بارگاہِ ایزدی میں حاضر نہیں ہوتے کیسی دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی ہے، بھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور تاریک خیالی کو قبول کر سکتا ہے؟ (تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاظر والناظر)

(قولِ دوم)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی اپنے والد ماجد حضرت علامہ عبدالحلیم لکھنوی کا قول نقل کرتے ہیں

وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْمَعْرِفَةِ اَنَّ الْعَبْدَ لَمَّا تَشَرَّفَ بِثَنَاءِ اللّٰهِ فَكَاَنَّهٗ اُذِنَ فِي الدُّخُوْلِ فِيْ حَرِيْمِ الْحَرَمِ الْاِلٰهِيْ وَنُوِّرَ بَصِيْرَتُهٗ وَوَجَدَ الْحَبِيْبَ حَاضِرًا فِيْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ـــ (السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ جلد ۲ ص ۲۲۸)

ترجمہ: "اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناءِ الٰہی سے مشرف ہوا تو اسے حرمِ الٰہی کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کر دیا گیا حتیٰ کہ اس نے حرمِ حبیب میں حبیب کو حاضر پایا فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ (اے نبی! آپ پر سلام ہو)

(قولِ سوم)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں

وَ یَحْتَمِلُ اَنْ یُّقَالَ عَلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ الْعِرْفَانِ اَنَّ الْمُصَلِّیْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَكُوْتِ بِالتَّحِیَّاتِ اُذِنَ لَھُمْ بِالدُّخُوْلِ فِیْ حَرِیْمِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ فَقَرَّتْ اَعْیُنُھُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّھُوْا عَلٰی ذَالِكَ بِوَاسِطَۃِ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَ بَرَكَۃِ مُتَابَعَتِہٖ فَالْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِیْبُ فِیْ حَرَمِ الْحَبِیْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا عَلَیْہِ قَائِلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ = (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم ص ۲۵۰)

ترجمہ: "اہل عرفان کے طریق پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حیٌّ لَا یَمُوْتُ کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی ان کی آنکھیں فرحتِ مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں شرفِ باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور آپ کی

متابعت کی برکت سے ہے۔

نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہیں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلّم دربارِ خداوندی میں جلوہ گر ہیں۔ حضور کو دیکھتے ہی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجّہ ہوئے۔"

اور یہی ایمان افروز عبارت کتب مندرجہ ذیل میں بیان تشہّد میں موجود ہے۔ عبارت نقل کرنے کی بجائے بطور اختصار صرف حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

فَمَنْ شَاءَ الْاِطِّلَاعَ فَلْيَرْجِعْ هُنَاكَ

(قولِ چہارم)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ علامہ بدرالدین عینی حنفی:۔

(قولِ پنجم)

مواھب اللدنیّۃ ج ۲ : علامہ قسطلانی

(قولِ ششم)

زرقانی شرح مواہب ج ۷۔

زرقانی شرح مؤطا امام مالک جلد اوّل : امام محمد بن عبدالباقی زرقانی۔

(قولِ ہفتم)

السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ جلد دوم : علامہ عبدالحیٔ لکھنوی

اکابر مخالفین کے اقوال

اور خود مخالفین کے اکابر مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی، مولوی ذکریا سہارنپوری دیوبندی نے اپنی تصانیف میں یہی مذکورہ عبارت لکھی ہے ان کے حوالے بھی ملاحظہ ہوں۔

(قول ہشتم)

"فتح الملہم" جلد دوم : مولوی شبیر احمد عثمانی۔

(قول نہم)

اوجز المسالک شرح موطاء امام مالک جلد اول :-
مولوی ذکریا مصنف تبلیغی نصاب (فضائل اعمال)

(قول دہم)

اور اس حقیقت کو مولوی ظہور الباری فاضل دار العلوم دیوبند نے بھی تسلیم کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"اس دعا کی ترتیب یہ ہے کہ جب بندہ نے باب ملکوت پر تحیات صلوٰۃ اور طیبات کی دستک دی اور حریم قدس سے داخلہ کی اجازت بھی مل گئی تو اس عظیم کامیابی پر بندہ کو یاد آیا کہ یہ سب کچھ نبی رحمت کی برکت اور آپ کی اتباع کے صدقہ میں ہوا ہے اس لئے والہانہ وہ نبی کو مخاطب کر کے سلام بھیجتا ہے کہ حبیب اپنے حرم میں موجود ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(تفہیم البخاری اردو شرح صحیح بخاری ج اول ص ۲۰۵)

(تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ط)

مذکورہ بالا آئمہ کرام کی تصریحات اور مخالفین کے اکابر کے حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حرم حق تعالیٰ میں حاضر و جلوہ گر ہوتے ہیں تو نمازی جب نماز میں بارگاہ الٰہی کی حاضری سے مشرف ہو کر تحیت پیش کرتا ہے تو وہ حرم الٰہی میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر پاکر یاد کر لیتا ہے کہ یہ سب کچھ اس سرکار کی برکتِ متابعت اور آپؐ کے صدقہ و طفیل سے ہیں تو بے ساختہ اور والہانہ وہ اپنے آقا و مولا کو مخاطب کر کے سلام عرض کرتا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا انہوں نے حاضر کے معنیٰ غائب اور اثبات کے معنیٰ نفی سمجھ لئے یہ ان کی اپنی شومیٔ قسمت اور کورِ باطنی ہے کہ انہیں کسی نماز میں حرمِ حبیب کی حاضری نصیب نہ ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کی زبان و قلم سے بھی فاذا الحبیب فی حرمِ الحبیب حاضرٌ صادر کرا دیا جیسا کہ گذشتہ اقوال میں مخالفین کے اکابر کے حوالے گذر گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم کی تعریف و توصیف منکرین و معاندین سے بھی کرا لیتا ہے۔ (فلیتدبروا)۔

(ہر ذرّۂ کائنات ہر فردِ ممکنات ہر نمازی کی ذات میں حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی جلوہ گری)

نداء و صیغۂ خطاب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ

روحانیت و نورانیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلّم سے خالی نہیں اور اہلِ ایمان نمازیوں کے دلوں میں جلوہ افروز۔ جس پر بے شمار دلائل اور اقوالِ بزرگانِ دین دلالت کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہوں اکابر علماء و عمائدینِ دین کے اقوال :-

قولِ اوّل

امام الائمہ سراجِ اُمّت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہٗ بارگاہِ نبوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں عرض کرتے ہیں

وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا
وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰى اِلَّا لَكَ

(قصیدۃ النعمان ص۱۴)

ترجمہ: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جب میں کوئی بات سنتا ہوں تو آپ ہی کی طرف سے کلام پاک سُنائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں (ہر سُو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔"

اے حنفی بننے کا دعوہ کرنے والو! یہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور عقیدہ، اس عقیدہ کو سُننے دیکھنے کے بعد اگر تم نے امام ابو حنیفہ کے سانچے میں اپنے عقیدے کو نہیں ڈھالا تو تم حنفیّت کے مُدعی جھُوٹے ہو۔ یا حنفیّت کے دعوے چھوڑ دو یا امام صاحب کی اتباع کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کرلو۔

قولِ دوم

علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :-

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ (جو کہ تابعی ہیں) اللہ تعالیٰ کے فرمان اِذَا دَخَلْتُمْ فِي الْبُيُوْتِ فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں.....

اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ: (شفاء شریف ص۵۲ ج ۲) ترجمہ:!

یعنی اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو کہو اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اس کے تحت علامہ علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔ لِاَنَّ رُوْحَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِيْ بُيُوْتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ۔ (شرح شفاء ج ۲ ص۴۶۴)

اس لئے کہ نبی پاک علیہ السلام کی رُوح مبارک ہر مسلمان کے گھر میں حاضر اور موجود ہے۔

قولِ سوم

شرح قصیدۂ ھمزیّہ مصنف ابن حجر ھیثمی میں ہے:

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ شَاذِلِيْ لَوْ حُجِبَ عَنِّي النَّبِيُّ طَرْفَةَ عَيْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِيْ مُسْلِمًا:

ترجمہ:۔ حضرت ابوالحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے در پردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔ (شرح قصیدۂ ھمزیہ ص۱۲۶)

قول چہارم

مخالفین کے نزدیک مسلّم بزرگ اور ثقہ عالم دین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْفَضَاءَ مُمْتَلِئٌ بِرُوْحِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَہِیَ تَمُوْجُ فِیْہِ تَمَوُّجَ الرِّیْحِ الْعَاصِفَۃِ : (فیوض الحرمین ص۲۸)

ترجمہ :۔ بے شک نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی روح کے ساتھ تمام فضاء پُر ہے اور وہ (روحِ مبارک) اس میں تیز ہوا کی طرح موجیں مارتی ہے۔

سبحان اللہ! مخالفین کے مسلّم وثقہ بزرگ نے روحِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو تمام فضاء میں تیز ہوا کی مانند تسلیم کر کے مسئلہ حاضر و ناظر کو واضح کیا۔

قول پنجم

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ذکر کن او را و درود بفرست بروی صلی اللہ علیہ وسلّم وباش در حالِ ذکر گویا حاضر است پیش در حالتِ حیات و می بینی تو او را متأدب باجلال وتعظیم وہیبت وحیا بدانکہ وی صلی اللہ علیہ وسلّم می بیند و می شنود کلامِ ترا زیرا کہ وی متصف است بصفاتِ اللہ تعالیٰ ویکی از صفاتِ الٰہی آں است کہ اَنَاجَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلّم

نصیب وافرست ازیں صفت ۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۶۲۱)

ترجمہ :۔ حضور علیہ السّلام کو یاد کرو اور درود بھیجو اور حالتِ ذکر میں ایسے رہو کہ حضور حالتِ حیات میں ہمارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو۔ ادب اور جلال اور تعظیم اور حیاءَ سے رہو اور جان کہ حضور علیہ السّلام دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں تمہارے کلام کو کیونکہ حضور صفات الٰہی سے موصوف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہمنشین ہوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس صفت سے نصیب وافر حاصل ہے۔

قول ششم

یہی شیخ محقق دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

باچندیں اختلافات وکثرتِ مذاہب کہ در علمائے امّت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بحقیقتِ حیات بے شائبہ مجاز وتوھم تاویل دائم وباقی ست وبراعمالِ امّت حاضرو ناظر ومرطالبانِ حقیقت راومتوجہانِ آں حضرت رامفیض ومُربی۔

(سلوک اقرب السبل باالتوجہ الیٰ سید الرسل مع اخبار الاخیار مطبوعہ رحیمیہ دیوبند ص ۱۶۱)

ترجمہ : اُمّت کے علماء میں اتنے اختلافات اور بہت سے مذاہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم حقیقی زندگی کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔ حضور کی زندگی میں مجاز کی آمیزش وتاویل کا وہم نہیں ہے اور امّت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اور حقیقت کے طلب کرنے والے

اور جو لوگ کہ آں حضرت کی جانب توجہ رکھتے ہیں حضور ان سب کو فیض پہنچانے والے اور ان کی تربیت کرنے والے ہیں۔ (انتہٰی)

قول ہفتم

بالخصوص تشہد کے متعلق اقوال ملاحظہ ہوں۔

حضرت حجۃ الاسلام امام محمّد بن محمد الغزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَاحْضِرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلْیُصَدِّقْ اَمَلُکَ فِیْ اَنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَیَرُدُّ مَا ھُوَ اَوْفٰی مِنْہُ۔ (احیاء العلوم ج اوّل صـ۱۰۷ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صـ۳۲۳ ج ۲۔

ترجمہ:۔ اے نمازی! تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے دِل میں حاضر کر اور آپ کی صورت مبارکہ کا تصور باندھ اور عرض کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور یہ یقین جان کہ یہ سلام حضور کو پہنچ رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی شانِ کریمانہ کے لائق اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

قول ہشتم

شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ووجہ خطاب باآنحضرت بجہت القائے ایں کلام است برآنچہ دراصل بُود کہ درشبِ معراج از جانبِ پروردگارِ تعالیٰ

وتقدس بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطاب بسلامت آمد۔
پس آنحضرت در حینِ تعلیم امّت نیز ہماں لفظ اصل گذاشت
تا ایشاں را مذکرِ آں حال گردد ونیز آں ہمیشہ نصب العین
مومناں و قرۃ العینِ عابداں است۔
در جمیع احوال و اوقات خصوصًا در حالتِ عبادت و آخر
آں کہ وجود نورانیّت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی ست
و بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہتِ سریانِ حقیقتِ
محمدیّہ است در ذرائرِ موجودات و افرادِ ممکنات۔
پس آنحضرت در ذاتِ مصلّیاں موجود وحاضر است۔
پس مصلّی باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد و ازیں شہود غافل
نبود تا بانوار قرب و اسرارِ معرفت متنوّر و فائض گردد۔ (اشعت
اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۴۰۱ " دربیانِ تشہد")
ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب اس کلام کو
اپنے اصل پر باقی رکھنے کی جہت سے ہے جو شبِ معراج میں پروردگار
تقدّس وتعالیٰ کی جانب سے آپ پر سلام کا خطاب آیا تھا۔
پس حضور نے تعلیم امت کے وقت بھی اسی لفظ کو اصل پر چھوڑا
تاکہ میری امت بھی اس حال کو یاد رکھیں نیز حضور ہمیشہ مومنوں
کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام
احوال و اوقات میں خصوصًا عبادت اور اس کی آخر کی حالت
میں کہ نورانیّت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ
اور نہایت قوی ہوتا ہے۔

بعض عرفاء نے کہا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ تمام موجودات کے ذرات اور ممکنات کے افراد میں جاری وساری ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود وحاضر ہیں لہٰذا نمازی کو چاہیئے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے روشن اور فیضیاب ہو"

یہی مضمون شیخ محقق نے مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۳۵ اور ص ۳۶۶ اور لمعات ج ۳ ص ۱۸۱ پر تحریر فرمایا ہے۔

قول نہم

حضرت علامہ عبدالحلیم لکھنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اَلسِّرُّ فِیْ خِطَابِ التَّشَہُّدِ اَنَّ الْحُقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ کَاَنَّہَا سَارِیَۃٌ فِیْ کُلِّ وُجُوْدٍ وَحَاضِرَۃٌ فِیْ بَاطِنِ کُلِّ عَبْدٍ وَانْکِشَافُ ہٰذِہِ الْحَالَۃِ عَلَی الْوَجْہِ الْاَتَمِّ فِیْ حَالَۃِ الصَّلٰوۃِ فَحَصَلَ مَحَلُّ الْخِطَابِ۔

(رسالہ نور الایمان بزیارۃِ آثارِ حبیب الرحمٰن : بحوالہ السعایۃ جلد دوم ص ۲۲۸ ـ)

ترجمہ :- " خطاب تشہد یعنی التحیات میں السلام علیک ایہا النبی کہنے میں راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری و ساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر وموجود ہے اس حالت کا پورا انکشاف بحالتِ نماز ہوتا ہے لہٰذا محلِ خطاب حاصل ہوگیا۔

غیر مقلدین کے پیشواء کی تصدیق

قول دہم

غیر مقلد نجدیوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب "مسکُ الختام" (شرح بلوغ المرام) میں بیانِ تشہد میں لکھتے ہیں۔

و نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العینِ مومنان و قرۃ العین عابداں است۔ در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالتِ عبادت و آخر آں کہ وجودِ نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است و بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہتِ سریانِ حقیقت محمدیہ است در ذرائرِ موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذاتِ مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بہ انوارِ قرب و اسرارِ معرفت مستنور و فائض گردد آرے

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
فی بینمت عیاں و دعاء می فرستمت

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۵۹)

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں اور تمام اوقات میں خصوصاً عبادت اور اس کے آخر کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت و انکشاف بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے۔ بعض عارفوں نے فرمایا کہ یہ خطاب السلام علیک ایہا النبی

اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم موجودات کے ذرّہ ذرّہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں نمازی کو چاہیئے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہوں تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منوّر اور فائض ہو۔"

ترجمۂ شعر:۔ عشق کی راہ میں قرب و بُعد کا مرحلہ نہیں میں آپ کو ظاہرًا دیکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ط)

غیر مقلّدین اور دیوبندیوں سے سوال

نواب صاحب کے متبعین غیر مقلّدین سے سوال ہے کہ تمہارے عقیدے اور فتاویٰ **کے** روء سے تو نواب صاحب نے شرک کے انبار لگا دئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی ذات بلکہ ہر ذرّہ ممکنات میں جلوہ افروز ہیں اور نمازی سلام عرض کرتے وقت اس مشاہدہ سے غافل نہ ہو تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے منوّر و فائض ہو۔ سوال طلب امر یہ ہے کہ نواب صاحب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو ہر ذرّہ کائنات ہر فرد ممکنات میں حاضر و ناظر مان رہے ہیں آیا ان پر شرک کا فتویٰ تمہاری شرکیہ کمپنی کی جانب سے چسپاں ہوگا یا نہیں؟

نواب صاحب کے علاوہ دیوبندیوں کے اکابرین کے حوالے بھی گزر چکے ہیں۔ مولوی اعزاز علی دیوبندی (انشاءِ سلام

کے قصد کو متعین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ معانی موضوعہ مراد لینا یعنی نداء و خطاب کے ساتھ سلام عرض کرنا مقصود ہے نیز مولوی شبیر احمد عثمانی اور مولوی ذکریا اور مولوی ظہور الباری جنہوں نے سلام کے معنیٰ کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بارگاہ الٰہی میں جلوہ گر رہتے ہیں نمازی نماز میں بارگاہِ ربوبیت میں حاضر ہوتا ہے تو اس بارگاہِ اقدس میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوتے ہیں تو نمازی بالمشافہ (روبرو) سلام عرض کر دیتا ہے یعنی جہاں کہیں نماز پڑھے وہیں بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جاتا ہے اور حضور بھی وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ نیز حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی جو حضور کی روحِ مبارک کو ہر ذرۂ فضا میں حاضر و ناظر مان رہے ہیں۔ دیوبندی حضرات اپنے شرکیہ فتوٰی کے رو سے شاہ ولی اللہ، مولوی شبیر احمد عثمانی اور مولوی ذکریا، مولوی اعزاز علی، مولوی ظہور الباری کے متعلق سوچیں کہ انہوں نے تو کہیں شرک کا ارتکاب نہیں کیا؟ اگر شرک کیا ہے تو ان کے پیروکار اس شرک سے کیسے بچ سکیں گے اور اگر شرک نہیں تو ہم پر شرک کے فتوے کیوں؟

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

آخری فیصلہ کُن عبارت

آخر میں دیوبندیوں کے مقتداء مولوی ذکریا کی ایک اور فیصلہ کُن عبارت نقل کر کے آخری حجت تمام کرتا ہوں۔

ناظرین کرام! بغور ملاحظہ فرمائیں مولوی ذکریا اوجز المسالک جلد ۱ صفحہ ۲۶۵ میں لکھتے ہیں

وَعَلٰی هٰذَا التَّوْجِیْهِ فَالْکَافُ اِبْقَاءٌ لِلْحِکَایَةِ عَلٰی اَصْلِهَا وَلٰکِنْ یَّنْبَغِیْ اَنْ یَّقْصِدَ بِکَلَامِهٖ هٰذَا حِیْنَئِذٍ الْاِنْشَاءَ لَا مُجَرَّدَ الْحِکَایَةِ قَالَ الشَّامِیُّ وَیُقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیْهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِ الْاِنْشَاءِ کَاَنَّهٗ یُحَیِّی اللّٰهَ تَعَالٰی وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی نَفْسِهٖ وَاَوْلِیَائِهٖ وَلَا یَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَةَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ... انتہٰی۔

فَعُلِمَ بِهٰذَا اَنَّ لِلْمَشَائِخِ فِیْ تَوْجِیْهِ الْخِطَابِ ثَلَاثَةَ اَقْوَالٍ مُجَرَّدُ الْاِتِّبَاعِ وَکَوْنُ الْحَبِیْبِ فِیْ حَرَمِ الْحَبِیْبِ وَحِکَایَةُ مَا فِی الْمِعْرَاجِ عَلٰی طَرِیْقِ الْاِنْشَاءِ۔ (اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۲۶۵۔)

ترجمہ:۔ اس توجیہ پر کاف خطاب حکایت کو اس کی اصل پر باقی رکھنے کے لئے ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس وقت نمازی ان الفاظ سے انشاءِ سلام کا قصد کرے مجرد حکایت کا ارادہ ہرگز نہ ہو۔ علامہ شامی نے کہا ہے کہ نمازی الفاظ تشہد سے ان کے مرادی معنیٰ کا انشاء کے طریقے پر قصد کرے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحفے پیش کر رہا ہے اور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور اپنی ذات و اولیاء کرام پر سلام عرض کر رہا ہے اور اس واقعہ کے نقل و حکایت کا بالکل ارادہ نہ کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے معراج میں واقع ہوا تھا۔"

اس قول سے معلوم ہوا کہ خطاب کی توجیہہ میں مشائخ کے تین قول ہیں ——— مجرّد اتباع۔ اور حبیبؐ کا حریم میں حاضر ہونا۔ (۳) اور انشاء کے طریق پر واقعۂ معراج کی حکایت کرنا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اس عبارت سے ہمارے لکھے ہوئے مسائل بالکل واضح ہو گئے۔ سلام تشہّد حکایت علیٰ طریق الانشاء بھی ثابت ہو گیا اور توجیہہ خطاب میں فاذا الحبیب فی حریم الحبیب بھی مذکور ہو گیا۔ اگر مخالفین اس بیان کو عقل و انصاف کی روشنی میں پڑھیں تو انہیں ہمارے مسلک کی حقّانیّت میں ذرّہ برابر شبہ نہیں رہ سکتا۔ (ماخوذ از تسکین الخواطر)

قارئین کرام! الحمدللہ محدثین بزرگانِ دین فقہائے امّت کے اقوال کی روشنی میں ہمارا دعویٰ بخوبی ثابت ہوا اور مخالفین کے خیالِ خام و باطل کی تردید ہوئی۔ اس سلام کے متعلق اور بھی کچھ فضول اور لایعنی قسم کے شبہات ہیں جن کا حقیقت میں مذکورہ دلائل و حوالہ جات میں مکمل جوابات لکھے جا چکے ہیں جو اربابِ عقل و دانش پر مخفی نہیں لیکن مزید تفصیل کے ساتھ ان کے اعتراضات اور جوابات طوالت سے بچنے کی خاطر یہاں لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔

الحمدللہ! علماءِ اہلسنّت نے اپنی تصانیف میں ان کے

جوابات دلائل کی روشنی میں لکھدئے ہیں جن کا شوق ہو وہ علمائے اہلِ سنّت کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

فوائدِ نافعہ

مذکورہ سلام اور مذکورہ بالا تمام تر حوالہ جات کی روشنی میں بے شمار فوائد و منافع اور اسرار و رموز کا اثبات و اظہار ہوتا ہے یہاں چند فوائد بطورِ اختصار پیش خدمت کرتا ہوں تاکہ قارئین پڑھکر دلی تسکین حاصل کرلیں اور مذکورہ حوالوں اور دلائل کے نتائج سمجھ سکیں اور میرے حق میں دعائے خیر کرلیں اور شاید گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے دامِ تزویر میں پھنسنے والے سادہ لوح سُنّی مسلمانوں کی ہدایت کا سبب بنے۔

(اقولُ وباللہِ التوفیق)

پہلا فائدہ:۔

تشہد پڑھتے وقت معانی کا لحاظ رکھنا۔

تشہد پڑھتے وقت اس کے معانی کا لحاظ رکھنا اور اپنی طرف سے بطورِ انشآء اُن کی مراد لینا ضروری ہے تو السّلام علیک ایھا النبی میں معنیٰ کا لحاظ رکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا تصوّر کرکے نداء و خطاب کی نیّت سے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے تب انشآء سلام اور معانیٔ موضوعہ کا قصد درست ہوگا، یہ نہیں کہ صِرف حکایتِ معراج کی نقل کی نیّت ہو جیسا کہ دلائلِ عقلی و نقلی اور تنویر الابصار دُرمختار، ردالمحتار، الاباب بلمبدائی عالمگیری مراقی الفلاح

غنیۃ ذوی الاحکام البحر الرائق السعایۃ الحل الضروری اور مخالفین کے پیشواء اعزاز علی دیوبندی کی تصنیف "الاصباح" کی عبارتوں سے ثابت ہوا۔

(دوسرا فائدہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا حرم الٰہی میں جلوہ گر ہونا اور نمازی کا سلام عرض کرنا

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلّم ہر وقت حریم حق تعالیٰ میں موجود و حاضر ہوتے ہیں نمازی خواہ کہیں بھی ہو، کسی وقت بھی جب نماز کی نیّت باندھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلۂ جلیلہ سے حرم الٰہی میں پہنچنے کا شرف پاتا ہے اور حرم الٰہی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو جلوہ گر پاکر السلام علیك ایھا النبی عرض کرنے کی نعمت سے بہرہ ور ہو جاتا ہے جیساکہ علامہ امام عبدالوہاب شعرانی علامہ ابن حجر عسقلانی علامہ عینی علامہ قسطلانی علامہ زرقانی علامہ عبدالحلیم و علامہ عبدالحئی لکھنوی اور مخالفین کی مقتدر شخصیات مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی رائیونڈی تبلیغی جماعت کے امام مولوی ذکریا اور مولوی ظہور الباری دیوبندی کے اقوال سے ثابت ہوا۔

تیسرا فائدہ:-

نورانیّت وحقیقت محمدیّہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیّۃ کا ہر ذرّۂ کائنات اور نمازیوں کی ذات میں موجود ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی حقیقت و نورانیّت ذرّاتِ کائنات اور ہر نمازی کی ذات ہر فردِ ممکنات میں جاری وساری ہے ۔

حقیقت و روحانیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی زمان و مکان خالی نہیں۔ شعر:-

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حقیقتِ محمدیہ کا موجوداتِ عالم میں جاری و ساری ہونا اور ذواتِ مُصلّین میں اس کی جلوہ گری اور اسی بناء پر التحیات میں السلام علیک ایہا النبی کہنے کا حکم دیا جانا یہ ایسا روشن مسئلہ ہے جس کی تصریح بکثرت علماء محدثین و علماءِ محققین نے اپنی تصانیف میں ارقام فرمائی ہے۔ حضرات علمائے راسخین نے اس نفیس مضمون کو اپنی تصانیف میں ارقام فرما کر اہلِ سنت پر احسان عظیم فرمایا۔

ان میں سے چند حوالے پہلے لکھے جا چکے ہیں جیسا کہ امام اعظم قاضی عیاض ملا علی قاری حنفی امام شاذلی ابن حجر ھیثمی امام غزالی شیخ عبد الحق دہلوی شاہ ولی اللہ دہلوی مولانا عبد الحلیم و عبد الحی لکھنوی اور غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن بھوپالی کے اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوا۔

چوتھا فائدہ

(حیاتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ دلیل)

قیامت تک ہر نمازی مسلمان کو اس طرح نداء و خطاب کے ساتھ سلام پیش کرنے کا حکم دیا جانا اور مذکورہ اقوال

کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا تصور کر کے آپ پر سلام عرض کرنا مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو اظہر من الشّمس کرتا ہے ورنہ اس طرح سلام پڑھنا بے سود قرار پائے گا۔ نیز احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ صلوٰۃ و سلام بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میں پہنچ جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہر اُمتی کے سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں جیسا کہ بے شمار احادیث میں ہے نیز اسی پر اُمت کا اتفاق ہے تو درود وسلام پہنچنا اور سلام کا جواب عنایت فرمانا اسی صورت میں صحیح قرار پائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم بحیات حقیقی جسمانی حیات ہوں اور درود شریف کی احادیث میں صراحت کے ساتھ ہے کہ وصال کے بعد بھی درود پیش ہوتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم اور ہر نبی قبروں میں زندہ ہیں۔

اِن مذکورہ تصریحات کے علاوہ حیاتِ انبیاء و اولیاء پر ہزارہا نقلی و عقلی دلائل قرآن و حدیث اقوالِ صحابہ و اجماعِ اُمت سے پیش کی جاسکتی ہیں جن کو طوالت سے بچنے کی خاطر یہاں اس مختصر رسالہ میں ہم لکھنا مناسب نہیں سمجھتے۔ ع

﴿ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانیوالے

﴿ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان ہے وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

پانچواں فائدہ

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہر جگہ حاضر وناظر ہونا)

جب یہ ثابت ہوا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلّم ہر آن حرم الٰہی میں جلوہ گر رہتے ہیں تو حریم حق تعالیٰ کسی زمان یا مکان کا محتاج نہیں یعنی مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں، فضا میں ہو یا ہوا میں، بر میں ہو یا بحر میں سفر میں ہو یا حضر میں۔ زمین کے کسی گوشے پر ہو یا پہاڑ کی چوٹی پر یا ریت کے ٹیلے پر۔ دن میں ہو یا رات میں۔ جہاں کہیں نمازی نے نماز کی نیّت باندھی فوراً دربار خداوندی میں حاضر ہوگیا اور جب وہ حریم ذات میں پہنچا تو حبیب کی حرم میں حبیب کو حاضر پایا یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم حاضر ملے جس سے یقیناً اور لازماً ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہر وقت ہر جگہ حاظر وناظر ہیں اور پھر علماء کا یہ ارشاد کہ ہر فردِ ممکنات اور ہر ذرّۂ موجودات میں حقیقتِ محمدیہ (علٰی صاحبہا الصّلوٰۃ والتّحیۃ) سرائیّت کئے ہوئے ہیں اور نمازیوں کی ذات میں حاضر وموجود ہیں۔

اس قول نے تو سارے شکوک وشبہات رفع دفع کردیئے نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو بصیغۂ خطاب پکارنا اور السّلام علیك ایہا النّبی کہنا اِسی اصلِ عظیم پر مبنی ہے اور یہ اصلِ عظیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے حاضر وناظر ہونے کی ایسی روشن اور قوی دلیل ہے جس کا انکار کسی گمراہ اور کورِ باطن کے سِوا کوئی دوسرا شخص نہیں کرسکتا۔

وللہ الحمد :- اب منکرین یا تو ثابت کردیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق کے حریم حق سے دور ہیں اور حقیقتِ محمدیہ کا ہر فرد ممکنات اور ہر ذرّہ کائنات میں سرایت کرنے کا قول غلط ہے اور اعلان کردیں کہ مذکورہ تمام محدثین بزرگانِ دین سلفِ صالحین فقہاء و علماءِ اُمت اور خود ہمارے اکابر کے اقوال مبنی بر شرک ہیں اور یہ سب کے سب مشرک تھے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر مان جائیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ منکرین میں کونسا مردِ میدان ہے جو مذکورہ باتوں میں سے کسی ایک کا اعلان کرتا ہے۔

نوٹ :- بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حاضر و ناظر ہونے کے مفہوم سے ناواقف ہونے کے بناء پر مسئلۂ حاضر و ناظر کا انکار کرتے ہیں اور مسلکِ اہل سنّت وجماعت کے عقیدے پر طرح طرح کے الزامات لگاکر غضب خداوندی کو دعوت دے دیتے ہیں لہٰذا میں تمام تر دلائل سے کنارہ کشی کرتے ہوئے مختصر الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے حاضر و ناظر ہونے کا مفہوم لکھ دیتا ہوں شاید کسی کی ہدایت کا سبب بنے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کیلئے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بشریتِ مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزء میں موجود ہوتی

ہے اسی طرح رُوحِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حقیقتِ منوّرہ ذراتِ عالم کے ہر ذرّہ میں جاری وساری ہے۔

یعنی حضورِ پُرنور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی روحانیت ونورانیّت کے ساتھ کائنات کے ہر ذرّے میں موجود ہیں اور ساری کائنات ہر فردِ ممکنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلّم کے نورِ مقدّس سے منوّر ہے۔ اس کی آسان عام فہم مثال یوں سمجھ لیں کہ جس طرح سورج آسمان پر ہی ہوتا ہے مگر اس کی شعاعیں ہر خطّے کو روشن کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے وجودِ مبارک کے ساتھ مدینۃ المنوّرہ گنبدِ خضریٰ ہی میں ہیں لیکن اپنے انوار سے زمین وآسمان کو منوّر فرما رہے ہیں۔

بس یہی مقصد ہے حاضر وناظر کا اور اسی پر مذکورہ آئمہ محدثین علمائے اُمّت کے اقوال شاہدِ عادل ہیں اور اسی پر ان کے علاوہ بے شمار قرآنی آیات احادیث اور اقوال صحابہ و بزرگانِ دین مفسّرین محدثین اور خود اکابرِ مخالفین کے اقوال دلالت کرتی ہیں، جن سے کوئی صحیح العقیدہ اور منصفِ مزاج عاقل مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ ع:

لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی (صلّی اللہ علیہ وسلّم)

ع: آنکھوں میں ہیں لیکن مثلِ نظر یوں دل میں ہیں جیسے جسم میں جان ہیں مجھ میں ولیکن مجھ سے نہاں اس شان کی جلوہ نمائی ہے۔

چھٹا فائدہ

(قربِ خداوندی اور عبادت کی قبولیت وسیلۂ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم سے) :-

گذشتہ صفحات میں دلائل و براہین سے واضح ہوا کہ نمازی جب نماز میں حرم حق تعالیٰ کی حاضری سے مشرف ہو جاتا ہے تو اُسے اس بات کی تنبیہ کی جاتی ہے کہ بارگاہ ربّ العزّت میں اُسے جو شرفِ باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ اور آپ کی مُتابعت کی برکت سے ہے۔ نمازی اس حقیقت سے باخبر ہو کر عرض کرتا ہے **السلام علیک ایھا النّبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ**۔ جیساکہ علّامہ ابن حجر عسقلانی، علّامہ عینی، علّامہ قسطلانی، علّامہ زرقانی، علّامہ عبدالحیٔ لکھنوی اور مولوی شبیر احمد عثمانی، مولوی ذکریا اور مولوی ظہور الباری دیوبندی کے اقوال لکھے جاچکے ہیں۔ جن سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ کے بغیر قربِ خداوندی ممکن نہیں۔

وسیلہ کے منکر سوچیں کہ بغیر وسیلۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے تمہارا توحید پر ایمان کا دعویٰ اور تمہاری نماز یا اور کسی عبادت کا کیا حال ہوگا۔

سچ فرمایا علامہ اقبال مرحوم نے کہ ؎

ؔ بمصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نرسیدی تمامی بولہبی است

ساتواں فائدہ

نداء وخطاب کے ساتھ پکارنا

السّلام علیك میں "کاف" ضمیر خطاب ہے جو حضوری اور قرب پر دلالت کرتا ہے اور ایھا النّبی میں حرف "نداء" یعنی یا محذوف ہے۔ حرف نداء سے مُنادیٰ کو متوجّہ کرنا مقصود ہوتا ہے (دیکھو! کافیہ میں منادیٰ کی بحث) یعنی نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر سلام عرض کرتے وقت آپ کو حاضر و ناظر سمجھکر خطاب و نداء کے ساتھ پکار کر عرض کرے السلام علیك ایھا النّبی ورحمة اللہ وبرکاتہٗ یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی!) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔

اور گذشتہ اوراق میں دلائل وحوالہ جات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ نمازی ان الفاظ کو صرف حکایت سمجھکر نہ کہے بلکہ ان کے مرادی اور مطلوبہ معانی کا قصد کرکے پڑھے جس سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہوا کہ جب عظیم ترین عبادت نماز میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلّم کو حاضر و ناظر سمجھکر مخاطب کرنا اور پکارنا جائز بلکہ واجب ہے تو نماز کے باہر بھی بدرجۂ اولیٰ جائز ہے کیونکہ جو قول وفعل خارجِ نماز میں ناجائز وحرام ہو تو وہ نماز کا جزء نہیں ہوسکتا ...... لہٰذا ندائے یا رسول اللہ! - یا نبی اللہ - یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور السلام علیك ایھا النّبی جیسا الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ کہنا، لکھنا جائز ہے اگر اس طرح پکارنے کو شرک یا بدعت کہا جائے تو ہے کوئی مائی کا

لاال جو اس شرک سے کسی نمازی مسلمان کو بچا سکے۔ صحابہ کرام سے لیکر آج تک اور قیامت تک تمامی امتِ مسلمہ چاروں مذاہب کے آئمہ و مقلدین سب کے سب اس شرک و بدعت کے زمرے میں آتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ اس شرک اینڈ بدعت کمپنی کے فتوؤں سے صحابۂ کرام سے لیکر قیامت تک کوئی نمازی مسلمان بھی بچ نہ سکا۔ نعوذ باللہ من ذالک:

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا!
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

آٹھواں فائدہ

نمازی حریم حق تعالیٰ میں پہنچ کر شرفِ معراج سے مشرف ہو جاتا ہے

گذشتہ اوراق میں علماء متقدمین کے اقوال سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نمازی نماز میں حریم حق تعالیٰ میں حاضری کے شرف سے مشرف ہو جاتا ہے۔ کتنا خوش نصیب ہے نمازی مسلمان کہ جیسے ہی وہ نماز کی نیت کرتا ہے تکبیر تحریمہ کے ساتھ دنیوی کام اس پر حرام ہو جاتے ہیں اور وہ ہاتھ اُٹھا کر گویا کہ اعلان کرتا ہے کہ میں نے دونوں جہان سے ہاتھ اٹھا لئے، پھر وہ نماز میں اپنی حیثیت کے مطابق معراج سکا

شرف حاصل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کا کلام کرتا ہے اپنے ایمان اور مقام کے مطابق انوارِ الٰہی و رحمتِ الٰہی سے بہرہ ور ہو جاتا ہے، عوام اپنی نماز کے مطابق حصّہ پاتے ہیں خواص اپنی مخصوص اندازِ عبادت کے مطابق۔

بہرحال نماز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح تقدیس تہلیل حمد و ثناء پڑھکر بدن کے ہر ہر عضو کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید اور معبودیّت کا اقرار کر کے عبادت کے تحفے پیش کرتا ہے۔

آخر میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحمۃ اللہ کہہ کر گویا کہ اس جہان میں واپس آکر سلام کرتا ہے اور یہی مومنوں کی معراج ہے اور یہی شبِ معراج کا تحفہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسی لئے فرمایا: اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ: " نماز مومنوں کی معراج ہے "

ے جلوہ ہے خاص رحمتِ حق کا نماز میں
انوار قدس کا ہے نظارا نماز میں
جب ہاتھ اُٹھائے باندھ لی نیت تو یوں سمجھ
دونوں جہاں سے ہاتھ اُٹھایا نماز میں
مولیٰ سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں
اُٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
آپہنچا خاص اپنے شہنشاہ کے حضور
جب بندہ ہاتھ باندھ کے آیا نماز میں
بیشک! نماز کیوں نہ ہو معراجِ مؤمنین
پاتا عروج و قرب ہے بندہ نماز میں

نواں فائدہ

نمازی بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر ہو جاتا ہے

نمازی حریم حق تعالیٰ میں جب حاضر ہوتا ہے تو آپ نے گذشتہ اوراق میں یہ بھی پڑھا کہ حرمِ الٰہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ جلوہ گر ہوتے ہیں نمازی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کے تحفے پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سرکار کے حضور میں سلام کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو نمازی کی دوسری خوش نصیبی یہ کہ بارگاہِ صمدی کے قرب کے ساتھ ساتھ قرب بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلّم کی لذّت بھی پالیتا ہے اور سرکار کے حضور میں سلام کا نذرانہ پیش کر کے حضوری کے اس خاص موقع پر اپنی اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں کی سلامتی کی دعا کرتا ہے ان الفاظ کے ساتھ

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ :

پھر اللہ عزّوجلّ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم کے مابین اس قدر رموز و قرب کا مشاہدہ کر کے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معبودیت و وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت اور خاص عبدیت کی گواہی دیتا ہے۔

بہر حال نمازی کو فضلِ خداوندی اور رحمتِ مصطفوی کی خاص عنائتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

اے اللہ ربّ العزّت! اپنے اس محبوبِ بے مثال کے صدقے

ہمیں اِن عنایتوں و رحمتوں میں سے خاص حصّہ نصیب فرما۔ آمین

دسواں فائدہ

نمازی کو درود وسلام کی تمام فضیلتیں نصیب ہوتی ہیں

نماز کے تَشَہُّد میں السّلام علیك ایّھا النّبی پڑھا جاتا ہے پھر تشہد کے بعد درودِ ابراہیمی شریف پڑھا جاتا ہے دونوں کے ملنے سے درود وسلام کا مکمّل مجموعہ بن جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فرمانِ عالی شان کی مکمّل تعمیل ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط پ ۲۲ ع

ترجمہ: "اے ایمان والو! اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود اور خوب سلام بھیجو!"

اس آیت کریمہ میں صلوٰۃ اور سلام دونوں کا حُکم دیا جارہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف وہی مکمّل ہے جس کے ساتھ سلام کا کوئی صیغہ ہو۔(۱) تشہّد میں سلام اور تشہّد کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھنے سے حُکمِ ربّانی کی مکمّل تعمیل ہو جاتی ہے ..... نیز

(۱) صَلُّوْا میں درود اور سَلِّمُوْا میں سلام کا حکم ہے لہٰذا ہر وہ درود پڑھنا بہتر ہے جس میں صلوٰۃ اور سلام دونوں ہوں تاکہ آیت کی پوری تعمیل ہو اور درود اور سلام کی الگ الگ فضیلتیں مکمّل حاصل ہوں مثلاً:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ یا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ یا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ط وغیرہ

اللہ تعالیٰ اہل جنت کے متعلق ارشاد فرماتا ہے
(فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ أَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ :- پ ۲۷ ع ۱۶
یعنی اے محبوب! تم پر سلام ہے داہنی طرف والوں سے (یعنی جنتیوں سے) اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔

لہذا نمازی کو نماز کی دیگر بے شمار فضائل و برکات کے ساتھ ساتھ درود و سلام کی بے شمار و لاتعداد فضیلتیں جتنی بھی احادیث و آثار میں آئی ہیں وہ تمام فضائل و برکات و ثمرات بھی حاصل ہو جاتے ہیں مثلاً حکم ربانی کی تعمیل کا ثواب اور ایک درود و سلام پر دس رحمتوں کا نزول دس درجوں کی بلندی، دس گناہوں کی معافی درود وسلام کی کثرت پر شفاعت اور قیامت میں قربت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت نیز جنت اور پھر جنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت وغیرہ وغیرہ۔ نیز ہر سلام کے بدلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سلام کا جواب آتا ہے اور درود وسلام پڑھنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں خیر کے ساتھ فرشتے لیتے ہیں یعنی عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں نے آپ پر درود وسلام پڑھا ہے۔

یہ ایسی فضیلتیں ہیں کہ اس سے بہتر اور شرف وسعادت کا کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ سرکار کی کرم نوازی اور صفت رؤفی ورحیمی کا یہ عالم ہے کہ اپنے غلاموں کے ہر سوال پر جواب عنایت فرماتے ہیں ورنہ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے سعادت ہے چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آوے۔

اِسی لئے عاشقِ رسول حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ بارگاہِ اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ

صد سلامت می فرستم ہر دم اے فخرِ کرام
بو کہ آید یک علیکم در جوابِ صد سلام

(کلیاتِ جامی ص ۱۸)

ترجمہ :۔ " اے کریموں کے فخر میں تیری بارگاہ میں سو (۱۰۰) سلام بھیجتا ہوں اس اُمید پر کہ سو (۱۰۰) سلاموں کے جواب میں ایک (علیکم) "جواب" آئے "

اور شیخ محقق علی الاطلاق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی بارگاہِ نبوی میں عرض کرتے ہیں کہ

بہرِ سلام مکُن رنجہ در جوابِ آں لب
کہ صد سلامِ مرا بس یکے جواب از تو

(اشعۃ اللمعات جلد (۱) ص ۴۱۱ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۲۸)

ترجمہ : " اپنے نازک لبوں کو میرے ہر سلام کے جواب کے ساتھ زحمت نہ دیجئے مجھے تو اپنے سو (۱۰۰) سلاموں پر آپ کا صرف ایک جواب کافی ہے "

پھر حضور کی بارگاہ میں درود وسلام پڑھنے والے کا نام جو پیش ہوتا ہے یہ سعادت برسعادت ہے ۔ امام سخاوی اسی غرض کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

كَفٰى بِالْعَبْدِ شَرَفًا اَنْ يُّذْكَرَ اِسْمُهٗ بِالْخَيْرِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: القول البدیع ص ۱۵۹

ترجمہ "کسی بندے کی شرافت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے خیر کے ساتھ ذکر کیا جائے"

درود وسلام کی مذکورہ تمام فضیلتیں احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ بے حساب برکتیں ورحمتیں ہیں (جن کو طوالت سے بچنے کی خاطر نہیں لکھ سکتا۔)

یہ تمام فضائل درود وسلام نمازی خوش نصیب کو نصیب ہوتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ : ط

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ : ط

گیارہواں فائدہ

نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو پکارنا آپ کی خصوصیت ہے

نماز میں کسی کے ساتھ سلام کلام کرتے کسی کو مخاطب کر کے پکارنے اور آواز دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو لیکن سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان ہی نرالی ہے کہ آپ کو نماز میں مخاطب کر کے سلام عرض کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے اور آپ کو سلام بطورِ خطاب عرض کرنے اور آپ کو پکارنے کے بغیر نماز ناقص رہتی ہے محدثین محققین اور فقہاءِ کرام لکھتے ہیں کہ

یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔

جیسا کہ شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں

"و در خطاب اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ دو سوال کردہ اند۔ یکی آنکہ خطاب کردن بر بشر در نماز منہی عنہ است و مُفسدِ اوست و جواب دادہ اند کہ از خصائصِ اوست صلی اللہ علیہ وسلم۔" (مدارج النبوۃ ج ۱۔ ص ۳۶۵)

ترجمہ:۔ " اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کے خطاب میں دو سوال کئے ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ نماز میں انسان کو خطاب کرنا منع ہے اور نماز کو فاسد کرنے والا ہے تو علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے اسی طرح حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں کہ

خِطَابُ بَشَرٍ فِي الصَّلٰوةِ مُفْسِدٌ لَهَا وَقَدْ خُصَّ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ خُوطِبَ بِالسَّلَامِ كَذَا ذَكَرَهُ الْبَيْضَاوِيُّ فِيْ شَرْحِ الْمَصَابِيْحِ۔ (السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ ج ۲۔ ص ۲۲۷)

ترجمہ: "نماز میں کسی بشر کو خطاب کرنا نماز کو فاسد کرتا ہے اور تحقیق خاص ہے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جبکہ آپ سلام کے ساتھ مخاطب کئے جاتے ہیں اسی طرح ذکر کیا اس کو بیضاوی نے شرح مصابیح کے اندر ـــــــ"

خصوصیت کی وجہ

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو نماز میں نداء وخطاب کے ساتھ پکار کر سلام کا حکم ہونے اور اس سے نماز کے فاسد ہونے کی بجائے کامل واکمل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم حرم حق تعالیٰ میں ضرور حاضر ہیں کیونکہ غیر اللہ سے نماز میں سلام کلام کرنا اس لئے نماز کو فاسد کرتا ہے کہ جب غیر سے خطاب ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے دربار سے اعراض ہوگا اور ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم بارگاہِ حق تعالیٰ میں ایسے محو ہیں کہ اُن کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہتے اور اُن کی طرف توجہ کرتے رو گردانی کا احتمال ہی نہیں رہتا بلکہ جو اُن کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہنے سے اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو قطعاً قبول نہیں فرماتا، خواہ وہ اپنی نماز میں خشوع وخضوع قرأت و قیام اور رکوع وسجود میں کتنا ہی اہتمام کیوں نہ کرے خواہ کتنا ہی اپنی پیشانی زمین پر کیوں نہ رگڑے، کتنے ہی کالے داغ اور نشان کیوں نہ بنائے۔

سچ فرمایا اعلحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ؎

ذکرِ خدا جو اُن سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے
بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے (حدائق)

بارہواں فائدہ

دور و نزدیک سے یکساں سُننا

یہ لوگ قصدِ سلام کا انکار بالخصوص اس بناء پر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قریب اور بعید سے ہر نمازی کا سلام نہیں سُنتے اس لئے نماز میں جب اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہا جائے تو انشاءً قصداً سلام نہ کرے بلکہ شب معراج جو اللہ تعالیٰ نے سلام کیا تھا اس سلام کی نقل و حکایت کرے چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولوی حسین علی واں بھچروی لکھتے ہیں کہ

واگرنہ تو لفظ اَیُّهَا النَّبِیُّ سے تحیّۃ میں نماز فاسد ہو جائیگی۔ (تفسیر بلغۃ الحیران صہ ۳۳۷) یعنی اگر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے نداء و خطاب کا خیال کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔

یہ قول مردود کہ حضور کے خیال سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کی بیخ کنی تو آپ آخری فائدہ میں ملاحظہ کرینگے ۔یہاں مقصود واں۔ بھچروی کا یہ عقیدہ بتانا ہے کہ نداء و خطاب کے خیال سے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ۔اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

......" اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ خود خطاب سلام کا سُنتے ہیں وہ کُفر ہے خواہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ کہے یا السّلام علی النّبی کہے اور جس کا عقیدہ یہ ہے کہ سلام و صلوٰۃ آپ کو پہنچایا جاتا ہے ایک جماعت ملائکہ کی اس کام کے واسطے

مقرر ہے جیسا احادیث میں آیا ہے تو دونوں طرح پڑھنا مُباح ہے۔"

پس بعد اس کے سُنو کہ اگر ابن مسعود نے بعد وفات شریف کے صیغہ بدل دیا تو کوئی حرج نہیں کسی مصلحت کو یہ کیا ہوگا اور جو اصل تعلیم کے موافق پڑھا جائے جب بھی حرج نہیں کہ مقصود حکایت ہے۔ الخ۔ (فتاویٰ الرشیدیہ صـ۲۱۶)

مذکورہ عبارت میں یہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم خود سلام سُنتے ہیں تو یہ عقیدہ کفریّہ ہے اور تشہّد میں صرف حکایت ہے۔ (العیاذ باﷲ)

معزّز ناظرین! آپ نے گذشتہ اوراق میں پڑھا کہ نمازی عین نداء و خطاب اور قصدِ سلام کر کے پڑھے لیکن افسوس کہ دیوبندیوں کے قطبِ عالم اور ان کے بقول امام ربّانیؒ کو اتنی بے شمار دلائل و براہین نظر نہیں آئیں یا قصداً ترک کر کے اللہ واحد قہّار کے غضب و عذاب کو دعوت دی ہے۔

اس عقیدے کی پہلی بنیاد ہی غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم خود صلوٰۃ وسلام نہیں سُنتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ قوّت اور قدرت عطا فرمائی ہے کہ ظاہری زندگی میں بھی اور بعد از وصال بھی دور و نزدیک یکساں سُنتے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دئے بغیر حضور کے سماع کا عقیدہ رکھنا باطل اور شرک ہے اور یہ بات صرف سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے

کسی بھی شخص کے بارے میں یہ عقیدہ ہو کہ وہ از خود سُنتا ہے خواہ نزدیک ہو یا دور تو یہ شرک ہے۔

بے شمار حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں ان میں سے چند ملاحظہ ہوں۔ حدیثِ قُدسی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب میں کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو اس کی یہ شان ہو جاتی ہے

فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا۔ (صحیح البخاری ج ۲۔ ص ۹۶۳۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۷)

ترجمہ:۔ "کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

اسی حدیث پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام فخرالدّین رازیؔ تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔

وَکَذَالِکَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ ذَالِکَ النُّوْرُ الْمَقَامُ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ سَمْعًا لَّہٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ بَصَرًا لَّہٗ رَاَی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِکَ النُّوْرُ یَدًا لَّہٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّھْلِ وَالْبَعِیْدِ

وَالْقَرِيْبِ - (تفسیر کبیر ج ۵ ۔ص ۴۶۷)

ترجمہ :۔ جب بندہ مسلسل عبادت کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بندہ کی آنکھیں اور کان ہو جاتا ہوں اور جب اللہ تعالیٰ کا نور اس کے کان ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کو ایک جیسا سُنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور بعید کو یکساں دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان دور و نزدیک کے تصرف پر یکساں قادر ہو جاتا ہے ۔

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :۔

فَاِنَّہٗ اِذَا صَحَّ لِلشَّجَرَۃِ اَنْ یُّنَادٰی فِیْھَا بِاَنِّیْ اَنَا اللّٰہُ فَمَا بَالُ الْمُتَقَرِّبِ اَنْ لَّا یَکُوْنَ اللّٰہُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ کَیْفَ وَابْنُ اٰدَمَ الَّذِیْ خُلِقَ عَلٰی صُوْرَۃِ الرَّحْمٰنِ لَیْسَ بِاَدْنٰی مِنْ شَجَرَۃِ مُوْسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ۔ (فیض الباری شرح صحیح بخاری ج ۴ ۔ ص ۴۲۹)

ترجمہ :۔ جب درخت سے انی انا اللہ (میں اللہ ہوں) کی آواز آسکتی ہے تو جو شخص مسلسل عبادت کر کے قرب الٰہی حاصل کر چکا ہو تو کیونکر اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں اور کان نہیں ہو سکتا ۔ حالانکہ ابن آدم جو صورتِ رحمٰن پر پیدا کیا گیا ہے کسی طرح بھی موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے درخت سے کم نہیں ۔

مذکورہ حدیثِ قدسی اور اس کی شرح جو امام فخر الدّین رازی

اور مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے کی ہے اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوجاتی ہے کہ

جب کسی کو اللہ تعالیٰ محبوب و مقرب بنالیتا ہے تو اس بندے کی اپنی صفات محو ہوجاتی ہیں اور وہ صفاتِ الٰہی کا مظہر ہوجاتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ سماعت سے سُنتا صفتِ بصارت سے دیکھتا صفتِ قدرت سے تصرف کرتا ہے۔ تو اس کے لئے قریب و بعید مشکل اور آساں یکساں ہوجاتے ہیں

غور کا مقام ہے کہ جب عام محبوبانِ حق کا یہ مقام ہے تو سیّد المحبوبین سیّد المقربین رحمۃ اللعٰلمین نور من نور رب العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقام کا کیا عالم ہوگا ؟

ع : یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا ؟۔

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی قوّت سماعت کا انکار درحقیقت اس حدیثِ قدسی کا انکار ہے۔

(خادمِ درباں فرشتے کی قوّتِ سماعت)

علامہ امام شمس الدّین محمّد بن عبدالرحمٰن السخاوی نے "القول البدیع" کے اندر ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَھُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ فَلَیْسَ اَحَدٌ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اِلَّا قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلّٰی عَلَیْکَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ قَالَ فَیُصَلِّیْ

الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى ذَالِكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا

(القول البدیع فی الصلٰوۃ علی الحبیب الشفیع ص۱۰۷)

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی آوازیں سُننے کی طاقت عطاء کی ہے وہ فرشتہ میری قبر پر کھڑا ہوگا جب میں انتقال کر جاؤنگا پس جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ کہیگا یا محمّد! (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود پڑھا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ اس پر ایک درود کے بدلے میں دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

اسی روایت کو مولوی ذکریا نے "فضائلِ اعمال" باب (فضائلِ درُود) میں درج کی ہے۔

اب آپ اندازہ لگائیں کہ جو فرشتہ خادمانہ غلامانہ حیثیت سے درباری بن کر کھڑا رہے اُس کی قوّتِ سماعت کا یہ عالم ہے کہ درُود شریف پڑھنے والا دور ہو یا نذدیک مشرق میں ہو یا مغرب میں شمال میں ہو یا جنوب میں عرب میں ہو یا عجم میں جہاں کہیں بھی ہو اُس کی آواز قبر پاکِ نبوی پر کھڑا اُسنتا ہے تو صاحب مزار حبیبِ پرور دگار نبی وملائک وخلائق کے سردار احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلّم کی قوّتِ سماعت کا عالم کیا ہوگا؟

یقیناً اس دربان فرشتے کی قوّتِ سماعت سے ہزارہا درجہ زیادہ ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ القیوم اسی لئے فرماتے ہیں ؎

ع۔ اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

(مثنوی شریف)

کوئی بھی سلیم العقل انسان اس عقیدے کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ دربان تو ساری مخلوق کی آواز سُنے لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے غلاموں کا درود شریف نہ سُنیں نیز وہ فرشتہ ہر درود خواں کے نام اور اس کے باپ کے نام کو بھی جانتا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے کہ آقا! آپ پر فلاں بن فلاں نے درود پڑھا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ درود پڑھنے والا درود پڑھنے سے پہلے تو نام اور ولدیّت کا تذکرہ نہیں کرتا کہ میں فلاں فلاں کا بیٹا درود پڑھ رہا ہوں۔

معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ساری مخلوق کو جانتا ہے اُن کے نام اُن کے باپوں کے نام ان کی کیفیتوں سے آگاہ ہیں خادم، غلام، دربان کے عِلم وسماعت کا یہ عالم ہے تو شہنشاہِ کونین سیّد الثّقلین جد الحسنین صلی اللہ علیہ وسلّم کے عِلم وسماعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ ع: یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا؟۔

یہ تو خدمت گاروں اور غلاموں کی شان تھی اب ملاحظہ ہوں چند دلائل جن سے بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی قوّتِ سماعت کا اظہار واثبات ہو سکے۔

ابن قیمؒ جوزیہ طبرانی کی سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِکَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ جلاء الافہام فِی الصَّلٰوۃِ والسلام علیٰ خیر الانام ص۶۳:۔

ترجمہ:۔ کوئی شخص مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے وصال کے بعد بھی۔ فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی۔ اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔

ابن قیم امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے اُستاد ہیں ان کی زبانی بھی حدیث سے ثابت ہوا کہ درود وسلام صرف حضور پر فرشتے پیش نہیں کرتے بلکہ درود کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچتی ہے فرشتوں کا پیش کرنا خادمانہ حیثیت سے ہے۔ اس سے یہ قطعًا ثابت نہیں ہوتا کہ آپ سُنتے نہیں اس لئے پیش کیا جاتا ہے اگر پیش ہونا عدم علم یا عدم سماعت کی دلیل ہے تو اسی "جلاء الافہام" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث مروی ہے کہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا درود بارگاہِ الٰہی میں لیکر جاتا ہے پھر بعد میں رب العالمین کے فرمان کے مطابق بارگاہِ نبوی میں پیش کرتا ہے۔ دیکھو "جلاء الافہام"، ص ۶۱ =۔

دلائل قویّہ سے ثابت ہے کہ بندوں کے اعمال فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اب سارے دیوبندی، نجدی، وہابی غیر مقلد پنج پیری مِل کر جواب دیں کہ اگر پیش ہونا عدمِ سماعت و عدم

علم کی دلیل ہے تو بارگاہِ ربّ العزّت میں درود اور اسی طرح دیگر بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر علیم و خبیر و قدیر بھی نہیں سنتا۔

ع (بریں عقل و دانش بباید گریست)

یہ ہیں ان کے اُصول و قواعد جن سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا بھی انکار ہو جاتا ہے (دلائل الخیرات شریف کا حوالہ)

دلائل الخیرات شریف درود پاک کی نہایت مُستند کتاب ہے اس کو عرصۂ دراز سے بڑے بڑے مشائخ اور اصحاب طریقت بطور وظیفہ پڑھتے رہے ہیں اور اب بھی اہل طریقت کے وظائف میں اس کا اعلیٰ مقام ہے مخالفین کے اکابر اس کو وظیفہ کے طور پر پڑھتے تھے اور اس کی فضیلت اس کے مصنّف امام الدھر وئی کامل قطب زمان غوثِ دوران حضرت علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور علمیّت و کرامات کے معترف تھے جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف "امداد المشتاق" میں لکھتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ فقیر نے اپنی عادت کرلی ہے کہ سفر و حضر میں کلام اللہ شریف و دلائل الخیرات و مثنوی معنوی مولینا روم کو ضرور پاس رکھتا ہوں۔ (امداد المشتاق ص۳۶)

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حضرت حاجی صاحب اکابرینِ دیوبند مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی قاسم نانوتوی (بانیٔ دار العلوم دیوبند)۔ مولوی خلیل احمد۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی

حُسین احمد مدنی وغیرہ کے متفقہ پیر و مرشد ہیں اور ان کے ظاہری و باطنی اقوال و افعال کو اپنے لئے حجّت اور مشعلِ راہ سمجھتے ہیں جیسا کہ ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔

تو دیکھو حاجی صاحب دلائل الخیرات کو مستند اور متبرک سمجھکر اپنے پاس بطورِ وظیفہ رکھتے تھے اور مریدین کو اسکے ورد کرنے کا حکم بھی دیتے تھے چنانچہ مولوی خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی رسالہ "المہند علی المفند" میں لکھتے ہیں کہ

خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکیّ قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مُریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخزات کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔ (رسالہ المہند علی المفند ص ۲۵ "عربی، اردو")

اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی زاد السعید ص ۱۶ اور مولوی ذکریا تبلیغی نصاب باب فضائلِ درود شریف ص ۸۹ میں رقمطراز ہیں کہ مؤلف دلائل الخزات کی قبر سے خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے تو اتنی متبرک اور مستند اور مشائخ کرام کے وظائف کا مجموعہ کتاب کی روایت حدیث قابل تسلیم و حجت ہے۔ بلکہ اتنے جلیل القدر اور مسلّم بزرگ کا ذاتی قول بھی اہلِ ایمان کیلئے کافی و وافی ہے۔

اب ملاحظہ ہو دلائل الخزات شریف کے باب فضائلِ درُود

کی آخری حدیث مبارکہ کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اہلِ محبّت کا درود وسلام بگوشِ خود سماعت فرماتے ہیں اور اُن کو پہچانتے بھی ہیں۔ حدیث شریف یہ ہے۔

قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَكَ مَاحَالُہُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مُحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃَ غَیْرِھِمْ عَرْضًا ــــ (دلائل الخیرات فصل فضائلِ درود شریف کی آخری حدیث ص۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا گیا کہ خبر دیجئے ان لوگوں کے درود کا جو آپ سے غائب ہیں اور وہ جو آپ کے بعد آئیں گے، ان کا کیا حال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں خود سُن لیتا ہوں درود محبّت والوں کا اور ان کو پہچانتا ہوں اور پیش کیا جاتا ہے مجھ پر درود غیر محبت والوں کا۔

اسی مذکورہ حدیث شریف کے تحت عالمِ باعمل زاہدِ اکمل علامہ محمد سیف الدّین دہلوی قدّس سرّہ لکھتے ہیں

قولہٗ اھل محبّتی یعنی آنانکہ درود فرستند برمن از روئے کمال محبّت و غلبۂ شوق بملاحظہ تعظیم و وقار و ظاہر ایں است کہ ایں درود گوید نزد قبر شریف وی صلی اللہ علیہ وسلّم یا غائب ازاں اگرچہ مسافت باشد

بیت:

در راہِ عشق مرحلۂ قُرب و بُعد نیست
می بینمت عیاں و دُعا می فرستمت

پس از محبّت ایں جا کمال محبّت مُراد است و اگرچہ اصل محبّت ہمہ مسلمانان را حاصل است زیرا کہ اصل آں لازم است اصلِ ایماں را۔

قولہٗ واعرفھم یعنی می شناسم اہل محبت را بسبب اتصالِ روحی و قربِ معنوی ایشاں باروحِ مقدّس وی صلی اللہ علیہ وسلم از جہت غلبۂ محبت و کثرتِ درود بروی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ (مذرع الحسنات شرح دلائل الخیرات صـ۳۵)

ترجمہ:۔ سرکار کے فرمان اہلِ محبتّی سے مُراد یہ ہے کہ وہ لوگ مجھ پر کمالِ محبّت و غلبۂ شوق کے رو سے تعظیم و وقار کا لحاظ رکھتے ہوئے درود بھیجتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ درود آپ کی قبر شریف کے نزدیک کہے یا اس سے غائب اگرچہ مُسافت ہو۔

شعر: کیونکہ عشق کی راہ میں نزدیکی اور دوری کا مرحلہ نہیں ہے
میں آپ کو ظاہرًا دیکھتا ہوں اور دُعا بھیجتا ہوں پس محبّت سے اس جگہ کمالِ محبّت مراد ہے۔ اگرچہ اصلِ محبت تو تمام مسلمانوں کو حاصل ہے کیونکہ اصلِ محبّت تو اصل ایمان کے لئے لازم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان اعرفھم سے مُراد یہ ہے کہ میں ان کو پہچانتا ہوں بسبب اتصالِ رُوحی اور قربِ معنوی کے ان کا آپ کی روحِ مقدس کے ساتھ غلبۂ محبّت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم پر کثرتِ درود کی جہت سے ہے۔

ناظرین گرامیٔ قدر! اس حدیث پاک اور اس کی مذکورہ شرح سے اظھر من الشمس ہوا کہ نبی کریم رءوف الرّحیم علیہ افضل الصّلوٰۃ واکمل التسلیم کے مُحب اور غلام جہاں کہیں سے بھی درود

پڑھیں سرکار سنتے ہیں نیز ہمارے اس عقیدے کی بھی تصدیق وتائید ہوئی کہ حضور اپنے محبّوں اور غلاموں کو پہچانتے بھی ہیں، اور روحانی طور پر اپنے چاہنے والوں محبّوں سے متصل اور قریب ہیں ہاں جن کو کامل محبت اور عشق کی دولت حاصل نہیں تو وہ ان کا اپنا نقص ہے سرکار کی سماعت اور حضوری میں شک وشبہ کے گنجائش بھی نہیں جو عاشق صادق ہیں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلّم کے نورانی و روحانی جلوے ہمیشہ اُن کے سامنے ہوتے ہیں۔

ع :ــ گرنہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ قصور

"سورج کی روشنی میں چمگادڑ کو کچھ نظر نہ آنا اس کا قصور ہے نورِ آفتاب میں نقص نہیں۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ سرکار دوعالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلّم قریب وبعید یکساں سنتے ہیں لیکن اس کے برعکس آپ نے مولوی رشید احمد گنگوہی کا قول بھی پڑھ لیا ہوگا کہ اس عقیدے سے سلام پڑھنا کہ آپ سنتے ہیں یہ کفر ہے۔ (العیاذ باللہ)

اب گنگوہی کے اس قول کا بطلان اسی گنگوہی کے اقوال کی روشنی میں ملاحظہ ہوں۔

گنگوہی ایک مقام پر لکھتے ہیں

یہ خود آپ کو معلوم ہے کہ ندائے غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دور سے شرکِ حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالِم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں مثلاً یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مطلع فرما دیگا یا باذنہٖ تعالیٰ

ان کو انکشاف ہو جاوے گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴)

یہی گنگوہی صاحب دوسری جگہ رقمطراز ہیں

اور وہ شیخ قدس سرہٗ کو متصرف بالذات اور عالم غیب بذاتِ خود جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہٖ تعالیٰ شیخ حاجت برار ی کر دیتے ہیں یہ بھی مشرک نہ ہوگا باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے اور جلدی سے کسی کا کافر مشرک بنا دینا بھی غیر مناسب ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸۲)

یہی گنگوہی صاحب "امداد السلوک" میں لکھتے ہیں

نیز مرید کو یقین کے ساتھ جاننا چاہیئے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گویا شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں جب اس مضمون کو پختگی سے جانتے رہیگا اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا تو ربطِ قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو جب کبھی کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئے گی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبانِ حال سوال کرے گا اور ضرور شیخ کی روح باذنِ خداوندی اس کو القا کر دے گی۔ (امداد السلوک اردو مترجم ص ۲۵ تا ۲۶)

مسلمانو! آپ نے تضاد کا اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ایک طرف تو کفر لکھدیا اور دوسری طرف لکھتا ہے کہ اگر ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ نہ کرے بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مطلع فرما دے گا

باذنہٖ تعالیٰ ان کو انکشاف ہوجاوے گا تو کفر وشرک نہیں ۔ تیسرے آخری قول میں اپنے مریدوں کو تعلیم دے رہے ہیں کہ شیخ روحانی طور پر ہمیشہ تمہارے دل میں حاضر و ناظر ہے۔

حاجت کے وقت شیخ کو حاضر مان کر سوال کرو تو شیخ کی روح باذنِ خداوندی القاء کرے گی (واقعی دروغ گورا حافظہ نہ باشد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو جو مسلمان کبھی یارسول اللہ کہکر خطاب کرتا ہے وہ آپ کو مستقل سامع اور ذاتی طور پر عالم اعتقاد نہیں کرتا بلکہ بقول مولوی گنگوہی کے یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ آواز سُنا دیتا ہے یا بقولِ مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے (جو پیچھے مرقوم ہوا) یہ سمجھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم صفاتِ اللہ کے مظہر ہیں اور اس کی صفتِ سماعت سے سُنتے ہیں۔

اس بیان کے آخر میں مزید دو حدیثیں بمع مختصر تشریح پیش کر کے آخری حجّت تمام کرتا ہوں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَأَطَّ ط وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا فِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعَ اَصَابِعَ اِلَّا وَ مَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلًا وَّ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا ط

(جامع الترمذی ج ۲ ۔ص) (مشکوٰۃ ص ۴۵۷)

ترجمہ :۔ بیشک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو اور وہ سُنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے ہو۔ آسمانوں نے آواز کیا اور ان کو آواز

کرنے کا حق ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ آسمانوں میں کوئی چار انگل کے برابر جگہ خالی نہیں کہ اس پر فرشتے اللہ کے لئے سجدہ ریز نہ ہوں۔

قسم اللہ کی اگر تم جانتے وہ جو میں جانتا ہوں تو ہنستے کم اور روتے بہت "

اس حدیث میں اگر تھوڑی دیر کے لئے تعصب کو چھوڑ کر نظر و فکر کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم ساتوں آسمانوں کی آواز کو سُن رہے ہیں اور ان پر فرشتوں کو سجدہ کی حالت میں دیکھ رہے ہیں تو کیا زمین میں بسنے والے درود و سلام پڑھنے والے یا رسول اللہ پکارنے والے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھنے والے ساتوں آسمانوں سے بھی زیادہ دور ہیں جن کی آواز کو حضور روضۂ انور میں نہ سُن سکیں اور جن کو نہ دیکھ سکیں ــــ ع : بریں عقل و دانش بباید گریست۔

سیدی و اُستاذی اُستاد العلماء علامہ مفتی محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم طبرانی صغیر کے حوالے سے ایک حدیث شریف نقل کرتے ہوئے تشریح فرماتے ہیں بعینہٖ نقل کرتا ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ

عَنْ مَیْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَاتَ عِنْدَهَا فِیْ لَیْلَتِهَا فَقَامَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّأِهٖ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ ثَلَاثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلَاثًا فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ

يَارَسُوْلَ اللهِ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِيْ مُتَوَضَّأَكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلاَثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلاَثًا كَأَنَّكَ تُكَلِّمُ اِنْسَانًا فَهَلْ كَانَ مِنْكَ أَحَدٌ فَقَالَ هٰذَا رَاجِزُ بَنِيْ كَعْبٍ يَسْتَصْرِخُنِيْ

(طبرانی صغیر ص ۷۳)

ترجمہ:- تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ حارث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نمازِ تہجد کے واسطے اُٹھے اور وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سُنا کہ آپ فرماتے ہیں لبیک لبیک تین بار فرمایا۔ یعنی میں تیرے پاس پہنچا تو امداد کیا گیا، تین دفعہ فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرماہیں کہیں دوسری جگہ نہیں سرکے اور نہ غائب ہوئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے الگ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسے سُنا ہے کہ آپ اپنے وضوء کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ۔ تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرمارہے تھے۔ تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی تھا تو آپ نے فرمایا یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے

اصل واقعہ یہ ہے کہ:-

قریش راجز مسمّی عمر بن سالم کو قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکہ مکرمہ سے نکلا اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا۔ جب اس کو مصیبت پڑی تو وہ عمر بن سالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارتا اور آپ اس کی امداد فرمادیتے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زبردست

دشمن کے گھیرے میں آگیا تو عمر بن سالم صحابی نے نبی پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو غائبانہ پکارا اور فریاد کی۔ کہ حضور مجھے بچائیے ورنہ دشمن مجھے قتل کر دیگا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنتِ حارث اپنی زوجہ صاحبہ کے گھر وضو فرما رہے تھے۔ تو وہیں مدینہ طیبّہ میں مقام وضو پر بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچالیا اور اپنے امداد کی راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو تسلی دی۔ چنانچہ راجز صحابی کے اس واقعہ سے استمداد آپ نے اپنی زوجہ مطہّرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمر بن سالم راجز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے۔ اس کا ایک شعر قارئین کرام کے حاضرِ خدمت ہے ؎

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰہِ نَصْرًا عَتَدًا
وَادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَأْتُوْا مَدَدًا

ترجمہ:۔ "پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو پکار، وہ تیری مدد کو پہنچیں گے "

یہ تمام واقعہ اور اشعار "الاصابہ" ج ۲۔ ص ۵۲۹) الاستیعاب ج ۲۔ ص ۵۲۲) میں بھی مذکور ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے چند امور ثابت ہوتے ہیں، وہ یہ ہیں۔

۱۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر وناظر ہونا۔
۲۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا
۳۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فریاد رسی کرنا۔
۴۔ ان تمام پر صحابی کا عقیدہ اور ایمان ہوتا اور سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھر ان کو ان کے اس عقیدے پر برقرار رکھنا۔
۵۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار کو ہر وقت سننا۔
۶۔ صحابی کا عقیدہ تھا کہ ہر اللہ کا بندہ نبی، ولی، شہید، پیر کامل مشکل میں فریاد سنتے اور فریاد رسی کرتے ہیں اور امداد کے لئے آتے ہیں کیونکہ وہ نبی کے لئے معجزہ کے اور ولی اور شہید کے لئے کرامت کے منکر نہیں تھے ......

"فلاح کا راستہ شریعت کے آئینے میں" ص ۶۴ تا ۶۸

دلائل وبراہین کی روشنی میں ثابت ہوا کہ حضور پُر نور نور علی نور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نمازی کا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اور ہر سلام ونداء کو خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ ؂

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

تیرہواں فائدہ

نماز میں توظیم و تصور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم

برادرانِ اسلام! آپ نے گذشتہ صفحات میں مقام و عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا اندازہ لگالیا ہوگا کہ عین نماز (جو اہم ترین عبادت ہے) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا تصوّر اور آپ کی تعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھنا ضروری اور لازمی ہے اسی ہی لئے آپ پر نماز میں سلام کو لازمی قرار دیا گیا۔ اس طرح سلام اور اس پر گذشتہ دلائل و حوالہ جات اور اخذ شدہ فوائد سے اظہر من الشمس ہوا کہ تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام عبادتوں میں بہترین عبادت ہے۔ اور آپؐ کی توظیم و تکریم کے بغیر کوئی عبادت بھی بارگاہ ربّ العزت میں مقبول نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا خیال مبارک تکمیلِ نماز کا موقوف علیہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی صورت مبارکہ کو دل میں حاضر کرنا مقصدِ عبادت کے حصول کا ذریعہ اور وسیلۂ عظمیٰ ہے لیکن

اس کے برعکس مولوی اسماعیل دھلوی امام الوھابیۃ نے اپنی کتاب نام نہاد صراطِ مستقیم میں اپنی کمالِ گستاخی و بے ادبی و دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"ہاں! بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض زنا کے

وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔" (صراطِ مستقیم (اردو) ص ۱۶۹ تا ص ۱۷۰)

نعوذ باللہ من ذالک۔ (نقلِ کفر، کفر نہ باشد)

مسلمانو! آپ نے دیکھا کہ "مولوی دہلوی" نے گستاخی اور توہین میں کس قدر مبالغہ کیا ہے کہ نماز میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگانِ دین کے خیال (تصور) کو بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا لکھا ہے لیکن اس ظاہری اور علی الاعلان گستاخی اور عداوتِ محبوبانِ خدا خصوصًا عداوتِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانے کی خاطر مولوی اسماعیل دہلوی کے معتقدین طرح طرح کی بے بنیاد تاویلیں کرتے ہیں۔

اب آپ انصاف فرمائیں کہ کیا ایسا پلید اور ناپاک عقیدہ کوئی مسلمان بحیثیتِ مسلمان رکھ سکتا ہے؟

چہ جائیکہ ایک علامہ اور امام اور پیشوا کہلانیوالا اس قسم کا خبیث و ناپاک عقیدہ رکھے پھر بھی اس کا علامہ پن اور امامت

وشیخی برقرار رہے اور وہ کتاب بھی "صراط مستقیم" رہے۔ ممکن نہیں کہ آگ اور پانی جمع ہو سکے۔ سچ فرمایا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے۔ کہ ؎

کرے مصطفےٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں
بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اور یہ ہے نجدیوں، وہابیوں، غیر مقلد دیوبندیوں، رائیونڈیوں اور پنج پیریوں کا متفقہ امام اور مجاہد اور شہید جس نے گستاخی میں شیطان اور ابوجہل وغیرہ سے بھی نمبر لے لیا۔ ؎

وہ جسے وہابیہ نے لقب دیا ہے شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے
یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر
جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زبان پہ چوڑا چمار ہے
وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

(حدائق بخشش)

اور اسی بدترین گستاخی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زبدۃ العلماء قدوۃ الفقہاء علامہ محمد ابراہیم الیاسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

پیش ایشاں خیال پیغمبر — بدتر است از خیال گاؤ خر
ماندِ باقی چہ مایۂ ایماں — کہ بداں تازمی کنند ایشاں

(النظم المقبول فی آداب الرسول صـ)

یعنی " ان بدبختوں کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم
کا خیال و تصوّر گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہونے
سے بھی زیادہ بُرا ہے "

تو اس قدر سخت و غلیظ ترین اور ناپاک عقیدے کے باوجود ان میں
ایمان کا کونسا سرمایہ رہا جس کے ساتھ یہ لوگ ناز کرتے ہیں۔
مسلمانو! خدارا ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو بِلّٰہِ الانصاف
کیا، ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان یا قلم سے نکلنے کا ہے ؟
حاش لِلّٰہ! پادریوں، پنڈتوں وغیرھم کھلے کافروں، مشرکوں کی کتابیں
جو انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں ؟
شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ
تمہارے پیارے نبی اور سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت لکھے ہوں۔
مگر اس مدعیٔ اسلام اور مدعیٔ امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس
جگرے سے محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت بے دھڑک یہ
صریح دشنام کے لفظ لکھ دئے اور روزِ آخر اللہ عزیز غالب قہّار کے
غضبِ عظیم و عذابِ الیم سے اصلاً اندیشہ نہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلّم کا خیال مبارک دل میں لانے کو گائے بیل کے تصوّر میں غرق
ہو جانے سے بدتر کہنا حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وہ توہینِ
شدید ہے جس کے تصوّر سے مومن کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں
اہلِ سُنّت و جماعت ایسا کہنے والے کو جہنمی اور ملعون تصوّر کرتے ہیں۔
یہی قرآن و حدیث اقوالِ صحابہ و اجماعِ اُمّت سے ثابت ہے۔
بہرحال ایک طرف تو مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ فتویٰ ہے کہ

نماز میں حضور کا خیال (تصور) گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے لیکن دوسری طرف آپ نے گذشتہ صفحات میں پڑھا کہ علمائے اُمّت فقہاء محدثین کا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں سلام کس تصورِ محبت و عقیدت و تعظیم میں ڈوب کر پیش کیا جائے۔

اہل ایمان کے لئے گذشتہ راسخین علمائے اُمّت کے اقوال مِنارۂ نُور کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن میں مزید برآں قرآن و حدیث اور اعمالِ صحابۂ کرام سے چند دلیلیں رقم کرتا ہوں تاکہ اس گستاخ و بے ادب کے مقابلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں صحابۂ کرام اور تمامی اُمّتِ مسلمہ کا عقیدہ آپ کو معلوم ہو جائے۔

اس سلسلے میں پہلے حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف " عقائدِ اسلام" سے ان کا ایمان افروز بیان ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جس سے اہل ایمان کے کلیجے ٹھنڈے ہوں گے

عقیدہ:۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم یعنی اعتقاد عظمت جزو ایمان و رکن ایمان ہے اور فعل تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدم ہے۔

تشریح:۔ ربّ عزّوجلّ فرماتا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝
پ ۲۶ ع ۹

اے نبی بے شک ہم نے بھیجا تمہیں گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول

کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجنے قرآن مجید اُتارنے کا مقصود ہی تمہارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے

۱۔ اوّل یہ کہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔

۲۔ دوئم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم کریں۔

۳۔ سوئم یہ کہ اللہ تبارک کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو! سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کی توظیم کو۔ اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم بکار آمد نہیں بہیترے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافران لیئم میں تصنیفیں کرچکے۔ لیکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی سچّی محبّت ہوتی تو ایمان ضرور لاتے پھر جبتک نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی سچّی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الٰہی میں گذارے بے کار و مردود ہے بہیترے جوگی اور راہب ترک دُنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر ازاں جا کہ محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم نہیں کیا فائدہ ؟ اصلاً قابل قبول بارگاہِ الٰہی نہیں۔

اللہ عزّ وجل الیسوں ہی کو فرماتا ہے

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَاعَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا

پ ۱۹ ع ۱

ترجمہ:- جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دئے۔
ایسوں ہی کو فرماتا ہے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ٥ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ٥
ترجمہ:- عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ آگ میں داخل ہونگے۔ الآیۃ: پ۳۰: ع ۱۴۔

والعیاذ باللہ تو ضرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم مدار ایمان ہے، مدار نجات ہے اور مدار قبول اعمال ہے بلکہ ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم و محبت وعظمت کا نام ہے تو جس کے دل میں تعظیم و محبت و عظمت زائد اسی قدر اس کا ایمان اکمل اور جس طرح کم اتنا ہی ایمان ناقص اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔

اہل ادب و ایمان کے نزدیک تعظیم و محبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم اصل کار و اہم فرائض اور جملہ اعمال حسنہ کی مقبولیت کی مناط ہے اسلام کے فرائض میں سب سے اہم ارکان اسلام ہیں اور ارکانِ اربعہ میں نماز سب سے اہم و اقدم اور تعظیم و محبت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلّم قطعاً نماز سے اہم و اعظم ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔ کہ

غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے نماز عصر پڑھ کر سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھکر آرام فرمایا، مولیٰ مشکل کشا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے۔ جب وقت اور تنگ ہونے پر آیا مضطرب

ہوئے کہ اگر اُٹھتا ہوں یا زانو سرکاتا ہوں تو محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہو۔ اور اگر بیٹھا رہتا ہوں تو نماز جاتی ہے آخر وہی تعظیم و محبت کا پہلو غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارہ کیا۔ زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی چشم حق بیں کھُلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا، سبب دریافت کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے دست مشکل کُشائی بلند فرمائی اور اپنے ربّ عزوجل سے عرض کی۔

الٰہی! تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے۔ فوراً ڈوبا ہوا آفتاب اُفق غربی سے حکم کا باندھا ہوا کھنچا چلا آیا، وقت عصر ہو گیا۔ امیرالمؤمنین نے نمازِ عصر ادا فرمائی، پھر ڈوب گیا۔

امام اجل ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ آئمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔

اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادت نماز اور وہ بھی صلوٰۃ وسطیٰ (نمازِ عصر) مولیٰ علی نے حضور کی نیند پر قربان کر دی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ہی کے صدقہ میں ملیں اور حضور ہی کی عظمتوں کے طفیل قبول ہونگی۔

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر دشمنوں کی ہجوم میں نماز پڑھنے میں معاذ اللہ

جان کی ہلاکت کا یقین ہو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہو گی لیکن امام الصدیقین اکمل الاولیاء العارفین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا۔ سفر ہجرت میں جب آفتاب رسالت و ماہتاب صدیقیت صلی اللہ علیہ وسلّم برج ثور بیت الشرف قمر میں اجتماع نیّرین کی طرح غارِ ثور میں جلوہ فرما ہوئے صدیق اکبر نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! باہر توقف فرمائیں۔ پہلے میں اندر جاکر غارِ ثور کو صاف کر دوں کہ شاید کوئی چیز ہو۔

غار چند ہزار سال کا تھا۔ بہت سوراخ تھے۔ صدیق اکبر نے سنگریزوں سے پھر کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان سے سوراخ بند کئے مگر ایک سوراخ رہ گیا کوئی ایسی چیز نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا مبارک رکھکر سوراخ کو بند کیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کو بلایا حضور غار کے اندر تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سر انور رکھ کر آرام فرمایا۔

اس غار میں ایک سانپ مدّت سے بہ تمنّائے دیدار فائض الانوار حضور پُر نور سیّد الأبرار صلی اللہ علیہ وسلّم رہتا تھا کہ اس نے قرون سابقہ میں علمائے امم سابقہ کو باہم ذکر کرتے سُنا تھا کہ حضور اقدس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلّم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت اور غارِ ثور میں اقامت فرمائیں گے۔

سانپ نے اپنا سر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے انگوٹھے پر رگڑا۔ انہوں نے جانا کہ سانپ ہے مگر اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے، پاؤں نہ ہٹایا۔ یہاں تک کہ اس نے کاٹا

صدیق اکبر نے بکمالِ ادب جنبش نہ کی مگر شدتِ ضبط کے باعث آنسو نکل کر رخسارِ محبوبِ رب العالمین پر پڑے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمِ جان نفزا کھلی، حال پوچھا تو عرض کیا لُدِغْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ :- " یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے "

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ دہن اقدس لگا دیا، فوراً آرام ہوگیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا بارہ سال بعد اسی سے شہادت پائی (افاداتِ رضویہ)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چکے
اور حفظِ جان تو جان فروضِ غرر کی ہے
تو نے انہیں نماز انہیں پھیر دی حیات
پھر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

یہی وہ تعظیم و محبت ہے جس نے صدیق اکبر کو انبیاء و مرسلین کے بعد تمام عالم تمام خلق اللہ، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم بنا دیا یہی وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کثرت صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی بلکہ اُس کے سر کے سبب

جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا

"اگر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ایمان میری تمام امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے"

(شرح عقائدِ اسلام ص ۱۱۲ تا ۱۱۶)

اور قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت عین اطاعتِ الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ عزّ وجل ارشاد فرماتا ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ : پ۵ ع ۸

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اطاعتِ الٰہی بے اطاعتِ حضور ناممکن ہے یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور اُسے یاد فرمائیں فوراً جواب دے۔ اور نماز کو چھوڑ کر حاضرِ خدمت ہو کیونکہ تعظیم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم ہی ایمان ہے اور تمام عبادتوں حتّٰی کہ نماز سے بھی اہم و افضل عبادت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجلّ کا ارشاد گرامی ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ : (پ۹ ع ۱۷ سورۃ انفال)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں صاف صاف اعلان ہو رہا ہے کہ اگر تم کو کسی وقت ہمارے نبی محبوب صلی اللہ علیہ وسلّم پکاریں تو تم کسی حال میں بھی ہو کسی وظیفہ میں مشغول ہو یا گھر کے کسی کام میں ہو جس حال میں ہو تمام کاروبار چھوڑ کر فوراً بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم میں حاضر ہو جاؤ۔

اگرچہ یہ حکم عموم پر دلالت کرتا ہے لیکن پھر بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ شاید نماز اور دیگر عبادات میں بلا واسطہ مقصود نہ ہو تو اس احتمال کو خود سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلّم نے توڑ کر آیت کے عموم کو بحال رکھا۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَمَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَلَمْ اٰتِہٖ حَتّٰی صَلَّیْتُ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَاْتِیَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ:

(بخاری جلد دوم ص ۶۶۹-۶۴۲ : مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۴)

ترجمہ : " ابی سعید بن معلّی سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گذرے۔ پس مجھے پکارا میں حاضر نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ

میرے پاس آنے سے کس چیز نے تمہیں روکا۔ کیا اللہ نے یہ نہیں

فرمایا کہ

"اے ایمان والو! جب اللہ اور رسول تمہیں بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ۔"

اور امام ترمذی نے ترمذی شریف میں اسی طرح حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اُبَیُّ وَهُوَ یُصَلِّیْ فَالْتَفَتَ اُبَیٌّ فَلَمْ یُجِبْهُ وَصَلّٰی اُبَیٌّ فَخَفَّفَ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

وَعَلَیْكَ السَّلَامُ مَامَنَعَكَ یَا اُبَیُّ اَنْ تُجِیْبَنِیْ اِذْ دَعَوْتُكَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

اِنِّیْ کُنْتُ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَفَلَمْ تَجِدْ فِیْمَا اَوْحَی اللّٰهُ اِلَیَّ اَنِ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ قَالَ بَلٰی وَلَا اَعُوْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔

(ترمذی جلد دوم ص ۱۱۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب پر نکلے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُبی اور وہ (اُبیّ) نماز پڑھ رہا تھا۔ ابی متوجہ ہوا

اور جواب نہیں دیا اور نماز جلدی پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آئے پس عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ!

رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

وَعَلَیْكَ السَّلَامُ! اے ابی! آپ کو کس چیز نے مجھ کو جواب دینے سے روکا؟ جبکہ میں نے بلایا۔

پس عرض کی۔ یارسول اللہ! میں نماز میں تھا۔

حضور نے فرمایا

"کیا آپ نے اس (قرآن) میں یہ نہیں پایا جو اللہ نے میری طرف وحی فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر فورًا حاضر ہو جاؤ۔ جبکہ وہ تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی"

عرض کی۔ جی ہاں! اور انشاءاللہ پھر کبھی ایسا نہیں کرونگا۔"

حدیث شریف سے صراحتًا معلوم ہوا کہ نمازی کو جب حضور اکرم نبی محترم رسولِ معظم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم بلائیں تو اس پر لازم ہے کہ فورًا خدمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر ہو جائے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں ذرّہ برابر بھی تاخیر نہ کرے

اور اس سے کوئی یہ کبھی نہ سمجھے کہ نمازی جب دورانِ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کی تعمیل میں جواب دے کر کلام کریگا تو نماز باطل ہو گی نہیں بلکہ اگر غور کرو تو نماز مزید کامل ہو گی چنانچہ حضرت علامہ علی قاری حنفی حدیثِ سعید بن معلیٰ کے تحت تحریر فرماتے ہیں ۔

قَالَ الطِّیْبِیُّ

دَلَّ الْحَدِیْثُ عَلٰی اَنَّ اِجَابَةَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تُبْطِلُ الصَّلٰوةَ کَمَا اَنَّ خِطَابَهٗ بِقَوْلِكَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ لَا یُبْطِلُهَا۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۴۰)

"طیبی نے کہا کہ اس حدیث نے اس بات پر دلالت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کی اجابت کرنا آپ کے ارشاد کی تعمیل میں مصروف ہونا نمازی کی نماز کو باطل نہیں کرتا جیسا کہ عین نماز کی حالت میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کے ساتھ آپ کو مخاطب کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔"

یہی مذکورہ قول حاشیۂ مشکوٰۃ ــــــ ص ۱۸۴ حاشیہ نمبر ۷ اور قوت المغتذی علی جامع الترمذی ــــــ جلد ۲ ص ۱۱۱ حاشیہ نمبر ۲ پر مرقوم ہے۔

اور حاشیہ بخاری میں ہے

وَقَالَ صَاحِبُ التَّوْضِیْحِ وَصَرَّحَ اَصْحَابُنَا فَقَالُوْا مِنْ خَصَائِصِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَوْ دَعَا اِنْسَانًا وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ وَجَبَ عَلَیْهِ الْاِجَابَةُ وَلَا تُبْطِلُ صَلٰوتَهٗ۔:

(حاشیہ بخاری جلد اول ص ۱۶۱ حاشیہ ۳)

ترجمہ :- صاحب توضیح نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے تصریح فرمائی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے خصائص سے ہے کہ اگر آپ کسی انسان کو بلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ نماز کا پڑھنا موقوف کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی بات سُنے۔ اگر کسی نے اس طرح کیا تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔"

ان تصریحاتِ محدثین سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ نماز پڑھنے والے کو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم بلائیں تو اس پر ضروری اور لازم ہو جاتا ہے کہ فوراً نماز کو چھوڑ کر بارگاہِ مصطفیٰ میں حاضر ہو کر ارشادِ پاک کی تعمیل کرے۔

اور بعض کے نزدیک تو حکم یہ ہے کہ اس تعمیلِ ارشاد و اجابتِ فرمانِ رسول سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ اگرچہ نمازی نماز چھوڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں تمام کام کرے اور باتیں بھی کرتا رہے۔ کعبہ سے بھی اگرچہ سینہ پھر گیا تب بھی نماز نہ ٹوٹی نماز ہی میں ہے۔ جہاں سے نماز چھوڑ گیا تھا وہاں سے آکر پڑھے۔ جیسا کہ علامہ علی قاری اور صاحبِ توضیح کے حوالے مذکور ہوئے اور ان کے علاوہ بھی دیکھو قسطلانی شرح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر رُوح البیان و تفسیر رُوح المعانی تحت آیتِ مذکورہ وغیرہ وغیرہ۔

اور اُن کے فرمان کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ اگر نمازی نے کلام کیا تو کس سے کیا، اُن سے کیا جن کو نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کے ساتھ سلام کرنا واجب ہے اور کسی کو اگر سلام کرتا تو نماز جاتی رہتی۔

اگر کعبہ سے سینہ پھرا تو کدھر پھرا، اُدھر! جو کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ اگر چلا، تو کدھر چلا۔ بارگاہِ مصطفیٰ کی طرف۔ جو عین عبادت ہے۔ پھر نماز کیوں باطل ہو۔

شعر:- ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
(حدائق)

علامہ ابراھیم الیاسینی فرماتے ہیں ؎

بادائی نماز فرض خدا می شنیدند از نبی چوں ندا
از برائے اجابتِ احمد می نمودند قطعِ فرضِ احد
اِستَجِیبُوا اِذا دَعَاکُم را توز قرآنِ پاک یاد نما
کہ مقدم شدہ زفرضِ خدا حکمِ آں شاہِ سیّدِ دوسرا
گشت ثابت حفظِ آدابش آں چناں کامدہ ز اصحابش
از جمیع فرائضِ مولےٰ ہست برخلق اقدم و اولےٰ
(النظم المقبول فی آدابِ الرّسول فارسی ص۹/۵)

"صحابۂ کرام کا عمل مبارک"

حکم ربانی وارشادِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریح و توضیح کے بعد اب ملاحظہ ہوں صحابۂ کرام کا عمل مبارک نماز کی حالت میں تصور و تعظیم و ادب و احترامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم میں ۔ جس سے صحابۂ کرام خصوصًا سیّدُ الصّحابہ افضل النّاس بعد الانبیاء والرّسل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ وارضاہُ کی

نماز کی حالت میں تصور و تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی۔

ؕ

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے قباء میں تشریف لے گئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجوگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کے لئے آگے ہو گئے۔ دورانِ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں سے گذر کر پہلی صف میں پہنچے لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا تاکہ حضرت ابو بکر سرکار کی آمد پر مطلع ہو جائیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب توجہ فرمائی اور حضور کو دیکھا تو۔۔

فَاَشَارَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْکُثْ مَکَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَیْهِ فَحَمِدَ اللّٰہَ عَلٰی مَا اَمَرَہٗ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰالِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی اسْتَوٰی فِی الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا مَنَعَكَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا کَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(بخاری جلد اول ص ۹۴)

ترجمہ :- " تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہر جا! اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھوں کو اُٹھا کر اللہ کی حمد کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں یہ اعزاز بخشا پھر پیچھے پلٹ گئے یہاں تک کہ صف میں شامل ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے ابوبکر! جب میں نے آپ کو حکم دیا تھا پھر اپنے کام کرتے رہنے سے کیوں رُک گئے تو حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ ابو قحافہ کے بیٹے (یعنی ابوبکر صدیق) کی یہ حیثیت نہیں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے آگے نماز پڑھا سکے "

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی امامت کے واقعا کئی طرق سے کتبِ احادیث میں مروی ہیں ان میں سے بخاری شریف سے صرف ایک روایت نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کر دیتا ہوں جو اہلِ عقل و ایمان کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصالِ پاک کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ وارضاہٗ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اچانک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مبارک حجرہ سے پردہ ہٹایا اور صحابۂ کرام کو صف بستہ دیکھ کر خوب کھل کر مسکرائے۔

(آگے حدیث کے الفاظ یہ ہیں)

وَنَكَسَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ اَنَّهُ يُرِيْدُ الْخُرُوْجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِيْ صَلَاتِهِمْ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ وَاَرْخَى السِّتْرَ

(بخاری جلد اول صہ ۱۰۴)

ترجمہ:۔ "اور ابوبکر نے آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا تاکہ صف سے مل جائیں۔ آپ نے سمجھا کہ حضور تشریف لائیں گے۔ صحابہ (آپ کو دیکھ کر اس قدر بے قرار ہوئے) نے ارادہ کیا کہ نماز کو توڑ دیں گے۔ پس سرکار نے انہیں اشارہ کرکے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرلیں اور پردہ ڈال دیا۔"

حضرت ابوبکر صدیق وعتیق اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل دورانِ نماز سے یہ امر واضح ہوا کہ وہ نمازیں تعظیم وتصورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر پڑھتے تھے۔

دورانِ نماز بغیر عذرِ شرعی کے امام کا پیچھے ہٹ جانا دوسرے کی امامت کرنا کسی کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوکر نماز کے توڑنے کا ارادہ کرنا نماز میں جائز نہیں لیکن سرکار کی توشان ہی نرالی ہے آپ کو تو نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کہکر پکارا جاتا ہے پھر بھی نماز فاسد ہونے کی بجائے کامل ہوجاتی ہے۔

اس لئے صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ تعظیم وتصورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہی عبادت کے کمال کا ذریعہ ہے۔ ع:۔

بمصطفٰی برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
گر با و نہ رسیدی تمامی بولہبی است

حدیث کے یہ جملے بڑے قابلِ غور ہیں کہ صحابۂ کرام حضور کو دیکھ

کر اس قدر بے خود و بے قرار ہوئے کہ عنقریب نماز توڑنے والے تھے کہ حضور نے پردہ ڈالدیا۔

یعنی حضور کو دیکھ کر صحابہ کو اس قدر مسرّت و شادمانی ہوئی کہ اپنی عبادت سے بے خود ہو گئے اور چہرۂ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے جلوؤں اور تابانیوں کے تصوّر میں مُستغرق ہو گئے۔

چنانچہ اسی بخاری شریف کی ایک اور روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

فَهَمَمْنَا اَنْ نَّفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛ (بخاری جلد اوّل ص ۹۳)

ترجمہ :۔ "ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ ہم نے ارادہ کرلیا کہ اپنی نمازیں توڑ ڈالیں۔"

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پردہ ڈال کر واپس تشریف نہ لے جاتے تو یقیناً صحابہ کرام بے خودی میں نماز کو توڑ دیتے اور محبوب کے جمالِ بے مثال وباکمال کے دیدار اور محبوب کے تصوّر میں مستغرق ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ صحابۂ کرام اور صدیقِ اکبر والا عقیدہ ومحبت نصیب فرمائے علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے　　　دلِ مرتضٰی سوزِ صدیق دے

انہوں نے تو قول وعمل سے ایمان والوں کو یہ درسِ عشق دیا ہے کہ

ع :۔ از خیالِ خویشتن بے خویش شو بیگانہ باش
در خیالِ حضرت جانانہ شو جانانہ باش

مولوی اسماعیل دہلوی کے پیروکاروں سے گذارش ہے کہ وہ اپنے پیشوا کی وکالت کرتے ہوئے جواب دیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سعید بن معلّٰی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو عین نماز میں بلانے پر حاضر ہونے کا حکم فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سارے صحابۂ کرام نے عین نماز میں تصور و تعظیم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عمل مبارک کیا اور گذشتہ سطور میں جن کے حوالے گذرے مثلاً علامہ حصکفی علامہ شامی مؤلفین عالمگیری علامہ شرنبلالی علامہ عبدالحیٔ و عبدالحلیم و عبدالحمید لکھنوی صاحبان۔

امام عبدالوہاب شعرانی، علامہ عسقلانی، علامہ عینی، امام غزالی، علامہ قسطلانی، علامہ زرقانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ عبدالغنی المیدانی الغنیمی، علامہ ابن نجیم حنفی وغیرہ اجلہ فقہاء محدثین بزرگان دین علمائے اُمّت۔ جنہوں نے نماز میں تعظیم و تصورِ نبی کا درس دیا۔

کیا یہ سب کے سب تمہارے مولوی کے فتویٰ کی زد میں نہیں آئے؟

مولوی ذکریا اور مولوی اعزاز علی اور مولوی ظہور الباری دیوبندی صاحبان اور نواب صدیق حسن بھوپالی جن کی عبارات مع حوالہ جات لکھی جا چکی ہیں۔ کیا ان کے دامن اس فتویٰ کی نجاست سے داغدار نہیں ہوں گے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابۂ کرام جو نماز میں تصور و تعظیم نبی کر رہے ہیں کیا ان کا یہ خیال مبارک گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر تھا؟

اور کیا نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اتنی عظیم ترین غلطی دیکھ کر اُن کو نہ روکا ؟ اور ان پر شرک کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں ؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب اور سعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہما کو بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بھی زیادہ بُرے خیال کا حکم دیا تھا؟

اور کیا یہ سارے آئمہ و بزرگانِ دین اور خود تمہارے اکابرین جو تصورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دے رہے ہیں یہ سب گدھے اور بیل کے خیال سے بھی بدتر خیال کی تعلیم ہے ؟

(نعوذ باللہ من ذالك العقیدۃ الفاسدۃ)

پھر آخر میں عذرِ نامعقول یہ کہ شیخ یا نبی کا خیال آئے گا تو تعظیم و بزرگی کے ساتھ اس لئے شرک ہے جیسا کہ اس کا حوالہ گذرا اس عذر بے بنیاد کی کوئی اصل نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم، ادب و احترام، توقیر و تکریم ہر وقت ضروری و لازمی ہے ، بالخصوص پانچوں نمازوں میں ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود ہونا ضروریات میں سے ہے ۔ تعظیم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم عین عبادت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کے بغیر کوئی عبادت بھی مقبول نہیں بلکہ باطل و مردود ہے اور وہ تمام تہاد عابد شیطان کی طرح ملعون ہے ۔ شعر ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ÷ اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

میں دوبارہ دہلوی صاحب کے پیروکاروں سے بطورِ چیلنج پوچھتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور سارے صحابۂ کرام کو جو نماز میں حضور کا خیال آیا تھا وہ تعظیم کے ساتھ تھا یا توہین کے ساتھ ؟

یہ سارے علماءِ دین مفتیانِ شرع متین اور خود تمہارے اکابرین جن کی عبارات گذر گئیں یہ تصورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جو عین نماز میں دے رہے ہیں کیا خیال ہے تعظیم و بزرگی کے ساتھ یا توہین کے ساتھ ؟

بلکہ ان پر مصیبت تو رَبِّ ذوالجلال نے ڈھادی کہ اس ذات نے ایسی شریعت بھیجی جس کی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہنا لازمی قرار دیا گیا۔

ہاں جی اپنے شریکوں کو جمع کر کے اس واحد القہار ذات سے لڑائی لیں گے ؟ کہ ایسی شریعت کیوں بھیجی جس کی نماز میں اس طرح سلام پڑھنے کا حکم ہو۔

سلام عرض کرتے وقت خیال آئے گا اور یقیناً اہل ایمان کو تعظیم و بزرگی کے ساتھ آئے گا۔

(اشعار) ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
ورفعنا لك ذکرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا، ذکر ہے اونچا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعداد تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس سلام بصیغۂ نداء و خطاب کے علاوہ بھی نماز میں تو تصور ہی تصور ہے چنانچہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں ۔

تشہد میں اس سلام مبارکہ کے بعد پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

اس میں اپنی ذات اور اولیاءِ کرام کا خیال ضرور آئے گا اور ایمان والوں کو ضرور بالضرور یہ خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ با ادب با نصیب ۔ بے ادب بے نصیب!

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا ۔ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں پھر اللہ تعالی کے عبد و رسولِ خاص حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہو گا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ ورنہ عابد و عبادت دونوں مردود۔

آگے چل کر دیکھیں تو درودِ ابراہیمی شریف نماز میں پڑھنا سنّت ہے اس کو پڑھتے وقت حضرت ابراھیم علیہ السّلام اور اُن کے آل حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم اور اُن کے آل کا خیال و تصور آئے گا۔

جناب! تعظیم و تصور کا یہ سلسلہ صرف قعدہ کی حالت میں ہی نہیں بلکہ نماز کی ابتداء سے لیکر انتہاء تک یہی سلسلہ چل رہا ہے حالتِ قیام میں سورۃِ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے ۔ اس میں (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ) پڑھا جاتا ہے ۔

اب ہم مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سے معلوم کرتے ہیں کہ صراطِ مستقیم کیا ہے؟

توشاہ صاحب فرماتے ہیں

اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ کِتَابُ اللّٰہِ وَقِیْلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاہُ۔

(ملاحظہ ہو فتح الخبیر ص ۲)

یعنی صراطِ مستقیم سے مُراد کتابُ اللہ (قرآن) ہے اور کہا گیا ہے کہ صراطِ مستقیم سے مُراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے دو صحابی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ہاں جی! حضرت شاہ صاحب جن کو تم اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہو اور جو مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا ہیں ان پر تو کہیں پوتے کا فتویٰ جاری نہیں ہوگا کیونکہ نماز میں جب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھا جائے جس کو یہ تفسیر معلوم ہو یقیناً اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے جاں نثار صحابہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا خیال آئے گا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ آئے گا۔ اور یقیناً شاہ صاحب کو بھی یہ پڑھتے وقت اُن کا خیال آیا ہوگا۔ اور تعظیم و بزرگی کے ساتھ آیا ہوگا۔

کیوں جی!؟ دادا کے ٹکڑوں پر پلے ہوئے پوتے کا فتویٰ اپنے دادا حضرت پر زیب دیتا ہے؟

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعداد تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس سلام بصیغۂ نداء و خطاب کے علاوہ بھی نماز میں تو تصور ہی تصور ہے چنانچہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

تشہد میں اس سلام مبارکہ کے بعد پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

اس میں اپنی ذات اور اولیاءِ کرام کا خیال ضرور آئے گا اور ایمان والوں کو ضرور بالضرور یہ خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ باادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب!

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا۔ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں پھر اللہ تعالی کے عبد و رسولِ خاص حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہو گا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ ورنہ عابد و عبادت دونوں مردود۔

آگے چل کر دیکھیں تو درودِ ابراہیمی شریف نماز میں پڑھنا سُنّت ہے اس کو پڑھتے وقت حضرت ابراھیم علیہ السّلام اور اُن کے آل حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم اور اُن کے آل کا خیال و تصور آئے گا۔

جناب! تعظیم و تصور کا یہ سلسلہ صرف قعدہ کی حالت میں ہی نہیں بلکہ نماز کی ابتداء سے لیکر انتہاء تک یہی سلسلہ چل رہا ہے حالتِ قیام میں سورۂ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ) پڑھا جاتا ہے۔

اب ہم مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
سے معلوم کرتے ہیں کہ صراطِ مستقیم کیا ہے ؟
توشاہ صاحب فرماتے ہیں
اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ کِتَابُ اللّٰہِ وَ قِیْلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاہُ۔

(ملاحظہ ہو فتح الخبیر ص ۲)

یعنی صراطِ مستقیم سے مُراد کتابُ اللہ (قرآن) ہے اور کہا گیا ہے کہ صراطِ مستقیم سے مُراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو صحابی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ہاں جی! حضرت شاہ صاحب جن کو تم اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہو اور جو مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا ہیں ان پر تو کہیں پوتے کا فتویٰ جاری نہیں ہوگا کیونکہ نماز میں جب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھا جائے جس کو یہ تفسیر معلوم ہو یقیناً اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جان نثار صحابہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا خیال آئے گا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ آئے گا۔
اور یقیناً شاہ صاحب کو بھی یہ پڑھتے وقت اُن کا خیال آیا ہوگا۔ اور تعظیم و بزرگی کے ساتھ آیا ہوگا۔

کیوں جی!؟ دادا کے ٹکڑوں پر پلے ہوئے پوتے کا فتویٰ اپنے دادا حضرت پر زیب دیتا ہے ؟

اس کے بعد صراط الذین انعمت علیھم پڑھا جاتا ہے
یعنی راہ اُن لوگوں کی جن پر تو نے انعام فرمایا۔
جانتے ہو وہ کون ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے ؟
قرآنِ کریم سے پوچھو کہ وہ کون ہیں۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ (پ ۵ : ع ۶ : سورۃ النساء)

ترجمہ :۔ "جن پر اللہ نے انعام فرمایا وہ انبیاء صدّیق اور شہداء اور نیک لوگ (اولیاء کرام) ہیں"

جب یہ آیت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے انبیاءِ کرام، صدیقین، شہدأ و اولیاءِ کرام کی راہ مانگی جائے گی ضرور عظمت و بزرگی کے ساتھ اُن کا خیال آئے گا۔ پورا قرآن پاک مکمّل نعت و توصیفِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اس کی نماز کی قرأت کے اثنأ میں "تلاوت کرتے وقت یقیناً شانِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلّم کا تصوّر آئے گا۔ خصوصاً وہ آیتیں یا سورتیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم یا دیگر انبیاءِ کرام یا ملائکہ یا صحابۂ کرام۔ مہاجر و انصار متقین محسنین عبادِ صالحین کا صراحتاً ذکر ہے ان کا تو کہنا ہی کیا ہے ان میں ضرور بالضرور ان ہستیوں کا خیال آئے گا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ آئے گا ورنہ کچھ بھی مقبول نہیں کیونکہ ان شخصیات کی توہین و بے ادبی ایمان سے خارج کر دیتی ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں

از خدا جوئیم توفیقِ ادب ٭ بے ادب محروم ماند از فضلِ ربّ

(مثنوی شریف)

ان کے علاوہ نماز میں جو سنّتیں ہیں ان کی آدائیگی کے وقت اور سنّت نماز (خواہ مؤکدہ ہو یا غیر مؤکدہ) پڑھتے وقت جس ذاتِ بابرکات ستودہ صفات کی سُنّت جو ادا کی جاتی ہے اس فخرِ موجودات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا خیال آئے گا اور ایمان والوں کو تعظیم و تکریم کے ساتھ آئے گا۔

ہاں جی! بتاؤ۔ نماز کی نیّت سے لیکر آخری سلام تک کونسا وہ رکن و فرض ہے جس کے ساتھ و ساتھ نبی کریم رءوف و رحیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی سنّت نہ ہو۔

نیّت کے بعد تکبیر تحریمہ فرض تو کانوں تک ہاتھ اُٹھانا سُنّت ۔ ثناء، تعوذ، تسمیہ، ہاتھ باندھنا، آمین وغیرہ فرض (قیام و قرأت) کے ساتھ سُنّتیں ہیں۔ نیز رکوع و سجدہ مسنون طریقے پر ادا کرنا۔ قومہ میں تسبیح، تمہید، اُٹھنے، بیٹھنے کی تکبیریں۔

غرض یہ کہ آخری نماز تک ارکان کے ساتھ ساتھ سُنّتیں بھی ہیں بلکہ حقیقت میں خود نماز اس کے فرائض و واجبات اور نماز کے علاوہ تمام فرائض و ارکان احکامات و واجبات تلاوتِ قرآن وغیرہ بھی سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔

کیونکہ یہ سب کچھ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم سے ہم تک پہنچے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کے اقوال و افعال کے مجموعے ہیں

جو ہم تک پہنچے ہیں۔

غرض یہ کہ نماز اور کوئی عبادت بھی تصوّر و خیالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے خالی نہیں اور جب خیال آئے گا تو یقیناً ایمان والوں کو عظمت و احترام، تعظیم و تکریم کے ساتھ آئے گا اور یہی محبّت کی نشانی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت ہی ایمان کی بنیاد اور شرطِ اوّل ہے۔

سچ فرمایا حفیظ جالندھری (مرحوم) نے ؎

محمد کی محبّت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمّل ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی کے اقوال میں تضاد

مولوی رشید احمد گنگوہی: جن کو یہ لوگ مندرجہ ذیل القاب سے یاد کرتے ہیں۔

قطب العالم قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہاء غوث الاعظم جامع الفضائل والفواضل العلیہ مستجمع الصفات والخصائل البہیّۃ السنیۃ حامیٔ دینِ مبین مجدد زمان وسیلتنا الی اللہ شیخ المشائخ امام ربّانی محدث وغیرہ وغیرہ (دیکھو تذکرۃ الرشید وغیرہ)

وہ ایک طرف تو فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں تصورِ شیخ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"اس شغل میں متاخرین صوفیہ نے غلو کیا اور شرک تک نوبت پہنچی لہٰذا متاخرین علماء نے اس کو منع فرمایا اور اب علمائے متاخرین کے قول پر عمل کرنا چاہئیے۔

اس شغل (تصورِ شیخ) کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ صحابہ میں اس شغل کا کچھ اثر تھا" (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳)

غور کریں فتوے میں متاخرین صوفیائے کرام جن میں گنگوہی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور اس کے ممدوح عالم و بزرگ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور دیگر بزرگانِ دین ہیں

ان سب پر یہ اعتراض کرتے ہوئے تصورِ شیخ کی نوبت شرک تک پہنچا دی نیز صحابہ کرام کی پاک زندگی کے متعلق لکھا ہے کہ صحابہ میں اس شغل کا کچھ اثر نہ تھا لیکن آئینے کا دوسرا رُخ دیکھو تو اسی گنگوہی کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :۔

" ایک دفعہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جوش میں تھے اور تصورِ شیخ کا مسئلہ درپیش تھا۔ فرمایا۔ کہدوں ؟ عرض کیا گیا — فرمائیے۔ پھر فرمایا۔ کہدوں ؟۔ عرض کیا گیا۔ کہ فرمائیے !۔

پھر فرمایا۔ کہدوں ؟ عرض کیا گیا ؛ فرمائیے : تو فرمایا ! کہ تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے

ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔

پھر اور جوش آیا۔ فرمایا۔ کہدوں؟ عرض کیا گیا کہ حضرت ضرور فرمائیے! فرمایا۔ (اتنے) سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات آپؐ سے پوچھے بغیر نہیں کی۔ الی اٰخرہٖ۔" (حکایاتِ اولیاء ص ۲۶۵ : حکایت ۲۱)

قارئین کرام! آپ نے دو متضاد اقوال اور تصویر کے دو رُخ ملاحظہ فرمالئے کہ ایک طرف تو اس تصوّر کی نوبت شرک تک پہنچادی اور دوسری طرف خود یہ شرک کر بیٹھے۔

ع : بریں عقل و دانش بباید گریست

یہی وہ مولوی ہیں جن کے متعلق اِسی حکایات اولیاء صفحہ نمبر ۲۶۶ میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔ آپ سوچ سکتے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کون کرسکتا ہے۔ اس دعوے کے بطلان کے لئے یہی دو متضاد عبارتیں کافی ہیں۔ نیز تین سال کامل حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور اتنے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلّم مولوی کے دِل میں حاضر و موجود رہے اور ان سے پوچھے بغیر کوئی کام بھی نہیں کیا۔ گنگوہی صاحب کے مُریدین و معتقدین ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں اور فیصلہ کردیں کہ گنگوہی صاحب نے حاجی صاحب اور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے دل میں حاضر و ناظر سمجھکر کہیں شرک کا ارتکاب تو نہیں کیا۔؟

اور تین سال تصورِ شیخ و تین سال تصورِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں رہے اس عرصے میں یقیناً نمازیں بھی پڑھی اور پڑھائی ہوں گی اور نمازوں میں بھی یہی تصور رہا ہوگا۔ بتاؤ بقول ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کے گنگوہی صاحب کا یہ تصور (خیال) شرک تھا؟ اور یہ خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر تھا؟

اور غور کرو اگر اتنے سال متواتر شرک کرتا رہا اور اس کی نماز اور کوئی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوئی ـــ اتنے سال مکمل گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے زیادہ بُرے خیال میں مستغرق تھا۔

تو ایسے شخص کو ولیٔ کامل قطبِ عالم امام ربانی محدث امام وغیرہ القاب زیب دیتے ہیں؟

گنگوہی صاحب کے متوسلین ان کی وکالت کرتے ہوئے جواب دیں! ـــ

آخر میں قارئین سے انصاف کی درخواست ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت کو غور سے پڑھکر سوچیں کہ "مولوی اسماعیل اینڈ کمپنی" کس فریب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اہل ایمان کے دلوں سے نکالنے کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں اور اگر شرک وہی ہے جو اس نے لکھا ہے تو اس کی شرکیہ مشینری کی کار روائی سے صحابۂ کرام سے لیکر آج تک بلکہ قیامت تک کوئی نمازی مسلمان بچ سکتا ہے؟

ع : "بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است"

٭

اس تصریح سے انشاء اللہ تعالیٰ ایمانی بصیرت اور عقل و دانش رکھنے والے حضرات مستفید ہوں گے اور باطل کے داؤ میں آنے سے اپنے ایمان و اعمال و عقائد کی حفاظت کریں گے۔

ع : ے " پندہا دادیم حاصل شد فراغ "

وَمَا عَلَيْنَا يَا اَخِيْ اِلَّا الْبَلٰغ :

حرفِ آخر

الحمد للہ! بمنہ وکرمہ کہ اس ذات نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے وطفیل اس فقیر حقیر پُر تقصیر ہیچ مدان کو یہ توفیق بخشی کہ گذشتہ اوراق میں باوجود کم علمی و کم فہمی کے حضور پُرنور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نماز میں بطورِ نداء وخطاب سلام عرض کرنے یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ : کے اسرار ورموز فوائد و مقاصد مختصر مگر جامع ومانع قلمبند کردئے ہیں۔

اس بارے میں گذشتہ صفحات میں بطورِ اختصار انہیں الفاظ پر اکتفاء کیا گیا ہے ورنہ اس عظیم الشان اور بابرکت سلام

کے متعلق اور بھی بہت کچھ لکھا جاسکتا تھا۔ دیگر کافی مفسرین، محدثین، محققین بزرگانِ دین، فقہاء و علماءِ اُمت کے اقوال اور قرآن و حدیث کے حوالے مرقوم ہوسکتے تھے نیز آخر میں جو چند فوائد نافعہ نکالے ہیں وہ اس سلام کے فوائد و مقاصد و برکات میں چند بطورِ نمونہ ہیں اور ہر ایک فائدے کی مکمل تشریح و توضیح پر ایک ایک مکمل ضخیم کتاب بن سکتی تھی۔ اہل ایمان و عقل کے لئے یہ بہت کچھ ہے اور بے ایمانوں اور بے عقلوں کے لئے دفتر کے دفتر بھی بے کار و بے سود۔

مسلمانو! اگر غور کریں تو شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر لفظ میں ہزارہا حکمتیں مُضمر ہیں لیکن ان کو دیکھنے کے لئے ایمان کی آنکھیں اور ان کو سمجھنے کے لئے قلبِ ایمانی کی ضرورت ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دیکھنے اور ابولہب وغیرہ کافروں مشرکوں کے دیکھنے میں یہی فرق تھا جو اربابِ عقل و دانش پر مخفی نہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قارئین سے گذارش ہے کہ اس کتاب میں کسی بھی مقام پر لفظی و معنوی غلطی نظر آئے تو ہمیں بروقت مطلع فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ ہوسکے۔

اگرچہ بڑی تحقیق و غور و فکر کے بعد یہ رسالۂ نافعہ منظرِ عام پر آرہا ہے لیکن پھر بھی انسان خطاء و نسیان کا پُتلا ہے۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے طفیل اس کتاب کو اپنے بندوں کے لئے مفید و نافع اور ہدایت کی طرف مشعلِ راہ بنائے اور مجھ حقیر کے لئے ذریعۂ نجات و کفّارۂ سیئات بنائے آمین ثم آمین بحرمۃ سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم علیھم اجمعین وَاٰخر دعوانا اَنِ الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

(حرّرَہٗ)

خادم اہلسنّت صاحبزادہ **مُحَمَّد تاجُ الدّین**

نعیمی چشتی صابری خادمِ دربارِ عالیہ چشتیہ صابریہ سلیمانیہ رحمانیہ ایجنسی جنوبی وزیرستان بمقام عمرغزلئے (صوبہ سرحد) بانی و مہتمم دارالعلوم فیضانِ چشتیہ نعیمیہ سیکٹر ۱۲۔ بلاک ایف بلدیہ ٹاؤن کراچی ۱۵ (سندھ) پاکستان

ہماری دیگر مطبوعات

- گستاخ رسول واجب القتل ہے اس موضوع پر مدلل و مبرھن کتاب۔
- سیفِ رحمانی .... از پیر طریقت بابا عبد الرحمٰن عرف لالا فقیر مدّ ظلہٗ۔
- ثبوتِ مسئلہ اِسقاط .... (اشتہار)
- ثبوتِ نِدائے یارسول اللہ ...... (اشتہار) از حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی
- نماز نہ پڑھنے کی سخت سزائیں ... (اشتہار) از صاحبزادہ علامہ محمد تاج الدین نعیمی
- سفر میں سنتوں کا حکم ... (اشتہار)
- رائیونڈی تبلیغی جماعت کا من گھڑت و خود ساختہ مفہوم کلمۂ طیبہ کا آیات و احادیث و اقوال علماء و آئمہ کرام کی روشنی میں ردِّ بلیغ پر مشتمل رسالہ "تبلیغی جماعت کا مفہوم کلمۂ طیبہ شریعت کے آئینے میں" از قاطع نجدیت صاحبزادہ محمد تاج الدین نعیمی۔

(ملنے کا پتہ)

مکتبۂ چشتیہ سُلیمانیہ واقع دار العلوم فیضانِ چشتیہ نعیمیہ سیکٹر ۱۲ بلاک ایف بلدیہ ٹاؤن کراچی ۷۵

فون: ۲۸۱۱۰۱۳